تقلیدِ آئمہ

تصنیف لطیف

حُضور فیض ملت مُفسر اعظم پاکستان
حضرت علامہ الحافظ ابو صالح مفتی

محمد فیض احمد اویسی رضوی رحمۃ اللہ علیہ

Visit Owaisi Books
www.faizahmedowaisi.com

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیمِ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّي وَنُسَلِّمُ عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ

امابعد! اہلسنّت کے نزدیک تقلیدِ اَئمہ واجب ہے اور اس کا وُجوب اِجماعِ امت سے ثابت ہے۔ اہلِ سنّت کے نزدیک اَحکام کا اِثبات قرآن وحدیث و اِجماعِ امّت اور قیاس سے ہوتا ہے اور غیر مقلّدین وہابیوں کے نزدیک تقلید شرک اور حرام اور بدعتِ سیّئہ ہے۔ ہر ایک اپنے طور دلائل پیش کرتا ہے، فقیر نے اِس موضوع پر ایک ضَخیم کتاب [1] لکھی ہے، جس میں قرآن واَحادیث کے مضبوط دَلائل عرض کیئے ہیں اور غیر مقلّدین کے دلائل کا قرآنی آیات اور اَحادیثِ صحیحہ سے پیش کیا ہے اِس رِسالہ "تقلیدِ اَئمہ" میں صرف عوام کی رہبری کے چند مَعروضات عرض کیئے گئے ہیں تاکہ اُنہیں تقلید کے متعلّق مختصر سے مَعلومات ہو سکیں، مکمل دلائل کے شائق (شوقین حضرات) سے گزارش ہے کہ وہ فقیر کی اِس طویل تصنیف کا مطالعہ فرمائے۔

نوٹ: مسئلہ کی تحقیق سے پہلے تقلید کا مفہوم ذہن نشین فرمایئے۔ لُغَت میں "قلادہ درگردن بستن" گلے میں ہار یا پٹہ ڈالنا اور اصطلاحِ شرع میں "کسی کے قول اور فعل کو لازم جاننا۔" چند عبارات حاضر ہیں:

1. حاشیہ حُسّامی، باب: متابعتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ السلام میں ہے کہ

التَّقْلِيدُ اِتِّبَاعُ الرَّجُلِ غَيْرَهُ فِيمَا سَمِعَهُ يَقُولُ أَوْ فِي فِعْلِهِ عَلَى زَعْمِ أَنَّهُ مُحِقٌّ بِلَا نَظَرٍ فِي الدَّلِيلِ. [2]

2. نور الانوار، بحث تقلید میں ہے یعنی تقلید کے معنی ہیں "کسی شخص کا اپنے غیر کی اِطاعت کرنا" اس میں جو اس کو کہتے ہوئے یا کرتے ہوئے سن لے یہ سمجھ کر کہ وہ اہلِ تحقیق میں سے ہے بغیر دلیل میں نظر کیے ہوئے۔

3. امام غزالی کتاب المستصفی، ص۳۸۷، ج۲ میں فرماتے ہیں: التَّقْلِيدُ هُوَ قَبُولُ قَوْلٍ بِلَا حُجَّةٍ. [3]

4. مسلم الثبوت میں ہے: التَّقْلِيدُ الْعَمَلُ بِقَوْلِ الْغَيْرِ مِنْ غَيْرِ حُجَّةٍ. یعنی "کسی کے قول پر بلا حجت عمل کرنا" [4] ہم چونکہ اَئمۂ مجتہدین پر اِعتماد رکھتے ہیں کہ اُنہوں نے قرآن وحدیث کو تحقیق سے سمجھا ہے، جسکی ہمیں سمجھ نہیں، اسی لیے ہم اُن پر اعتماد کرتے ہوئے اُن کی تقلید کرتے ہیں۔ غور سے دیکھا جائے تو اس معنی پر اُنکا ہر فرد کسی نہ کسی کی تقلید کرتا ہے۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ ضد کو نہ چھوڑیں تو وہ اپنے بڑوں کے مقلّد ہیں اور ہم امامِ مجتہد کے اور پھر ہمیں اپنے امامِ اَعظم کی تقلید پہ ناز ہے کہ وہ مجتہدین کے سرتاج تھے۔

امامِ اَعظم تابعی ہیں: امام ابو حنیفہ صحابی نہیں لیکن تابعی ہوئے ہیں، شک نہیں اور نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ جو شخص ایمان سے مجھ کو دیکھے یا میرے دیکھنے والے کو دیکھے تو اس پر دوزخ کی آگ حرام ہے۔ قَالَ: لَا تَمَسُّ النَّارُ مُسْلِمًا رَآنِي، أَوْ رَأَى مَنْ رَآنِي. [5]

---

1) بنام تائید الحق فی تقلید الخلق "اویسی غفرلہ

2) کسی شخص کا اپنے غیر کی اِطاعت کرنا "اس میں جو اس کو کہتے ہوئے یا کرتے ہوئے سن لے یہ سمجھ کر کہ وہ اہلِ تحقیق میں سے ہے بغیر دلیل میں نظر کیے ہوئے۔

3) تقلید کسی قول کو بغیر دلیل کے قبول کرنا ہے۔

4) جاء الحق، تقلید کی بحث، باب تقلید کے معنی اور اس کی اقسام، ص21، مکتبہ اسلامیہ

5) سنن الترمذی، ابواب المناقب، بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ مَنْ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَحِبَهُ، 167/6، الحديث 3858، دار الغرب الإسلامي - بيروت، الطبعة الأولى، 1996 م
مشكاة المصابيح، كتاب المناقب، باب مناقب الصحابة، الفصل الثاني، 1695/3، الحديث 6013، المكتب الإسلامي – بيروت، الطبعة: الثالثة، 1975 م

یعنی اس شخص کو آگ مَس نہ کرے (نہ چھوئے) گی جس نے مجھے یا میرے دیکھنے والے کو دیکھا۔ (رواہ الترمذی، مشکوۃ، مناقب صحابہ)

اور ہمارے امامِ اَعظم بِجِنْسِہٖ (بِذاتِہٖ) تابعی ہیں۔ آپ (علیہ الرحمہ) نے صحابۂ کرام (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کی زیارت کی اور پھر اِجتہاد میں کمال یہ تھا کہ تمام اَئمۂ مجتہدین نے انکے اِجتہاد پر رشک کرتے تھے۔

تعارُف: امام ابو حنیفہ علیہ الرحمہ بدُعائے حضرتِ علی کرم اللہ وجہ ۸۰ھ شہر کُوفہ میں، جبکہ آپ کے والد ثابت کی عمر ۴۰ سال کی تھی، پیدا ہوئے اور اس شجرہ سے منسلک ہوئے: اسمعیل بن حماد بن نعمان بن مرزبان، بعض نے یوں کہا ہے: نعمان بن ثابت بن زدطی اصل نام طاؤس بن یحییٰ بن زید بن راشد انصاری۔[6] امام صاحب نے حضرتِ انس جن کی عمر ۹۲ سال اور سہیل بن سعد جنکی عمر ۹۱ سال اور ابو لطفیل بن عامر بن واثلہ جن کا انتقال یک صد (ایک صدی) ہجری میں ہوا۔ پس انکی (ابو لطفیل بن عامر بن واثلہ) چند اصحاب کی امام مَمدوح (امام اَعظم) نے آغازِ جوانی میں ملاقات فرمائی اور تابعی ہوئے۔[7]

استاد المحدّثین: امامِ اَعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ جملہ (تمام) محدّثین کے استاذ الاساتذہ ہیں جو لوگ تقلید کو حرام کہہ کر جن محدّثین سے حدیث نقل کرتے ہیں، وہ سب امامِ اَعظم کے شاگرد اور اَئمۂ اربعہ[8] کے مقلِّد تھے۔

سوال: خَیرُ القُرون[9] میں تو اس کا (تقلید) وجود نہ تھا۔ لہٰذا تقلید بدعت ہے۔ چنانچہ عقد الجید میں ہے کہ پہلے دور میں اس کا نشان تک نہیں ملتا.

جواب: عقد الجید میں تو تقلیدِ شخصی کو مَصلحتِ عظیمہ اور اسکے منکر (انکار کرنے والے) کو مُفسِد (فسادی) اد خارج از اہلسنّت و جماعت سے لکھا ہے۔ چنانچہ اصل عبارت ملاحظہ ہو:

1. انَّ فِي الْأَخْذِ بِهذَ الْمَذاهِبِ الْأَرْبَعَةِ مَصْلِحَةً وَ فِي الْأَعْرَاضِ عَنْهَا مُفْسِدَةً كبَيرَةً -(ص۳۱)

ترجمہ: بے شک ان چار مذہبوں میں سے کسی ایک کی تقلید میں مَصلحت اور اس کا انکار بڑا فتنہ فساد ہے۔ اور فرمایا:

قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اِتَّبِعُوا السَّوَادَ الْأَعْظَمَ»، إلخ. وَالْخُرُوجُ عَنْهُ خُرُوجٌ عَنْ سَوَادِ الْأَعْظَمِ.[10]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سوادِ اَعظم (بڑی جماعت) کی اتباع کرو پھر جبکہ اور مذاہبِ حقّہ کے سوا تھے، مٹ گئے۔ صرف یہی چند مذاہب رہ گئے اسی لیے انکا اِتّباع سوادِ اَعظم کا اِتّباع اور اس سے خردن سوادِ اَعظم سے خُروج کے مُترادِف (موافق) ہے.

2. تفسیرِ احمدی مطبوعہ بمبئی ص۹۱ میں لکھا ہے کہ صحابہ کِبار (بزرگ صحابہ) بھی ایک دوسرے کی تقلید کے سوا نہیں چلتے تھے۔

وَهُوَ هَذَا (اور وہ یہ ہے)، لِأَنَّ الصَّحَابَةَ كَانُوا يُقَلِّدُونَ مُعَاوِيَةَ، مَعَ أَنَّ الْحَقَّ كَانَ مَعَ عَلِيٍّ فِي نَوْبَتِهِ، وَالتَّابِعُونَ كَانُوا يُقَلِّدُونَ الْحَجَّاجَ مَعَ أَنَّهُ كَانَ سُلْطَانًا جَابِرًا.[11]

---

6) تاريخ بغداد، باب النون، ذكر من اسمه النعمان، النعمان بن ثابت أبو حنيفة التيمي، 15/444، الرقم 7249، دار الغرب الإسلامي – بيروت، الطبعة: الأولى، 1422ھ

7) تبييض الصحيفة للامام السيوطی، ذكر من ادركه من الصحابة رضی الله عنهم، ص 33، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الاولیٰ 1410ھ

(8) (امام اعظم، امام مالک، امام شافعی، امام احمد بن حنبل)

(9) (نبی پاک ﷺ، صحابہ اور تابعی رضی اللہ عنہم کے زمانہ)

10) عقد الجيد، المقدمة، بَاب تَأْكِيد الْأَخْذ بِهَذِهِ الْمَذَاهب الْأَرْبَعَة، التَّشْدِيد فِي تَركهَا وَالْخُرُوج عَنْهَا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ص 13، المطبعة السلفية – القاهرة

(11) التفسيرات الاحمدية، تحت سورة النساء: الآية 59، ص 200، مكتبة الشركة

اور نیز اسی تفسیر، ص۵۲۶ میں ہے:

قَدْ وَقَعَ الْإِجْمَاعُ عَلَى أَنَّ الِاتِّبَاعَ إِنَّمَا يَجُوزُ لِلْأَرْبَعَةِ، فَلَا يَجُوزُ الِاتِّبَاعُ ـ إِلْخ ـ لِمَنْ حَدَثَ مُجْتَهِدًا مُخَالِفًا.[12]

3. سیدنا غوثِ اَعظم، محبوبِ سبحانی، سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالی عنہ اپنے آپکو (امام) احمد حنبل کا مقلّدِ ہونا ظاہر فرماتے ہیں کہ

قَالَ الْإِمَامُ أَبُو عَبْدِ اللهِ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ الشَّيْبَانِيُّ: «وَأَمَاتَنَا عَلَى مَذْهَبِهِ أَصْلًا وَفَرْعًا، وَحَشَرَنَا فِي زُمْرَتِهِ».[13](غنیۃ الطالبین، ص ۷۳۹)

4. غیر مقلّدِ وحید الزمان نے کتاب نزل الابرات میں لکھا ہے کہ لَا بُدَّ لِلْعَامي مِنْ تَقْلِيدِ مُجْتَهِدًا أَوْ مُفْتِي[14]

یعنی عوام کو مجتہد اور مفتی کی تقلید ضروری ہے۔

. مولوی اسماعیل دہلوی نے صراطِ مستقیم، ص۸۷ میں لکھا کہ دراتّباع مذاہبِ اربعہ کہ رائج درتمام اہلِ اسلام است وبہتروخوب است[15]

ترجمہ: مذاہبِ اربعہ (حنفی، مالکی، شافعی اور حنبلی) کی اِتّباع جیسا کہ تمام اہلِ اسلام میں رائج اور جائز ہے۔

6. حضرت شاہ ولی اللہ محدّث دہلوی قُدِّسَ سِرّہُ نے "الانصاف" میں تقلید کے متعلّق بہترین بحث لکھی ہے اور ثابت فرمایا ہے کہ اگرچہ تقلید کا دو صد (دوسو) سال بعد اِجراء ہوا لیکن اسکا وجود خَیرُ القُرون میں تھا۔ اور صحابہ ایک دوسرے کی تقلید کرتے اور تابعین، صحابہ کی اور پھر مُستقِل طور پر اس کا اِجراء ہوا۔[16]

عقلی دلیل: مانتے ہیں کہ لفظِ تقلید کا نام نہ تھا لیکن عملی طور پر صحابہ میں رائج تھی یہ ایسے ہے جیسے ہم فقہ کو اَبواب میں اور اَحادیث کو ایک ترتیب میں لائے ہیں۔ یہ بھی خَیرُ القُرون میں نہ تھا۔ لیکن عملی طور پر فقہ صحابہ کرام میں رائج تھی اور اَحادیث کا وجود بھی لیکن انکا اِجراء اورانکے قواعد وضوابط بعد کو مُرتّب ہوئے ہیں، پھر اسکا کوئی یہ معنی کرے کہ فقہ حرام ہے اور اَحادیث کو اَبواب پر مُرتّب کرنا ناجائز ہے۔ کیونکہ خَیرُ القُرون میں ایسا نہ تھا تو وہ دینِ اسلام کی روح اور حقیقت سے ناآشنا (ناواقف) ہے، ایسے ہی جو تقلید کا اِنکار کرتا ہے وہ بھی اسلام کی حقیقت سے بے خبر ہے۔

جملہ محبوبانِ خدا مقلّد تھے اور ہیں: حضور سرورِ عالم صلی اللہ رعالم صلی اللہ علیہ وآلہ نے تین صدیوں تک (تخمیناً) خیریت کی خوشخبری سنائی، اسی لیے اس زمانہ تک صحابہ و تابعین کا مقُدّس دور تھا جنہیں خود قرآن وحدیث سمجھنے کی استعداد تھی اگر وہ کسی مشکل میں پڑتے تو ایک دوسرے سے سمجھ لیتے جسے ہم تقلید سے تعبیر کرتے ہیں پھر جونہی خَیرُ القُرون سے بعد اور دوری ہوئی۔ قرآن و حدیث کو براہ راست سمجھنے کی استعداد میں سے کمی ہوئی تو

یعنی کیونکہ صحابہؓ حضرت معاویہ کی تقلید کرتے تھے، حالانکہ نوبت (خلافت) میں حق حضرت علیؓ کے ساتھ تھا۔ اور تابعین حجاج کی تقلید کرتے تھے، حالانکہ وہ ایک ظالم بادشاہ تھا۔ "ط۔ ضیائ

(12) اس پر اجماع واقع ہو چکا ہے کہ اتباع صرف چار (ائمہ) کے لیے جائز ہے، پس ان کے سوا کسی کی اتباع جائز نہیں، سوائے اس کے جس کا مجتہد ہونا ثابت ہو۔ "ط۔ ضیائ

(13) امام ابو عبد اللہ احمد بن حنبل شیبانی نے فرمایا... اور اللہ ہمیں ان کے مذہب (عقیدہ و عمل) پر موت دے، اصول و فروع دونوں میں، اور ہمیں ان کی جماعت میں (یا ان کی برکت والی روشنی میں) جمع فرمائے۔"

غنية الطالبين، القسم الرابع، (فصل) وينبغي للمأموم أيضاً ألا يسبق الإمام في التكبير، 203/2، دار الكتب العلمية، بيروت-لبنان، الطبعة الأولى 1417 هـ

14) نزل الابرار، كتاب الايمان، 7/1، مطبع سعيد، 1328ھ

15) صراط مستقیم فارسی، باب دوم دربیان اجتناب از بدعات، فصل دوم در تھذیب اخلاق، ہدایت اولی، تمہید 3، ص78، طبع میرٹھ

16) الانصاف، بَاب حِكَايَة حَال النَّاس قبل الْمِائَة الرَّابِعَة، ص 68، دار النفائس-بيروت، الطبعة الثانية 1404 هـ

مستقل طور مجتہدین نے تعلیم کی بنیاد ڈالی آج سے صدیوں پہلے نمبر اولیاء اغواث، اقطاب محدثین نے اَئمہ اربعہ کی تقلید کی اگر چہ وہ خود بھی اِجتہاد کی استعداد رکھتے تھے لیکن عوام کو اسکی اہمیت جتانے کے لیے تقلید کا دامن تھایا۔ تاکہ امت مصطفوی میں انتشار نہ پھیلے۔ جامع الفتاوی مصنفہ علامہ گلشن آبادی مرحوم میں ہر صدی کے اولیار ومشائخ کے اسماء گرامی لکھے گئے ہیں۔

جب ہر صدی کے اولیار ومشائخ اور عُلَما عوام مقلّد تھے ہمارا سوال بقول غیر مقلّدین تقلید حرام ہے تو پھر تمام علما سے ملت اور اولیائے امت کے متعلّق کیا حکم ہو گا بلکہ تین کرنا چاہیے کہ جب ایسے حضرات اولیار وفتاحدی علا مناخ مقعد میں نے متعلّق گراہی کا تاج تیک نہیں تولازم ہوا کہ ہم بھی تقلید ہم میں سر مونہ ہیں، اگر چند افراد اس دائرہ سے ہتے ہیں تو وہ جہنم کا ایندھن ہیں جیسا کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو بھی ملت اسلامیہ کے اتحاد واجتماع سے ہٹ کر کوئی دوسرا راا ختیار کریگا وہ سیدھا جہنم میں جائیگا۔[17]

باب:تقلیداورقرآن

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے میرے بندو! مجھ سے دعا مانگو۔

آیت: اَهْدِنَا ٱلصِّرَاطَ ٱلْمُسْتَقِيمَ،صِرَاطَ ٱلَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ ٱلْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا ٱلضَّآلِّينَ[18] (سورۃ الفاتحۃ)

(ف) آیتِ ہذا (اس آیت) میں دو پہلو ہیں:

1۔ بندگانِ خدا کے دامن میں وابستہ ہونا، یہی تقلید ہے جیسا کہ آئیگا۔

۲- بدمذاہب سے کنارہ کشی وبیزاری.

اِزالۂ وھم: دشمنانِ اسلام دو قسم کے ہیں:

ا۔ کفار ومُشرِکین اور عیسائی یہودی ہندو سکھ۔

۲۔ کلمۂ اسلام زبان پر اور اِشعار (علامات) اسلام ہاتھ میں لیکن اندرون خانہ کافر سے بدتر۔

یہی (دوسری قسم منافقین کی) پہلی قسم سے زیادہ خطرناک ہیں، انہی کے متعلّق امت کے شفیق اور رحیم نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے صدیوں پہلے فرمایا اور نہ صرف ایک بلکہ بہتر (۷۲) چنانچہ اَحادیث مبارکہ میں ہے:

1- قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ: «مُفْتَرِقُ أُمَّتِي عَلَى ثَلَاثٍ وَسَبْعِينَ، إِلَّا مِلَّةً وَاحِدَةً». قَالُوا: مَنْ هِيَ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: «مَا أَنَا عَلَيْهِ وَأَصْحَابِي».[19] (ترمذی شریف)

ترجمہ: ان میں سے سوائے ایک کے سب دوزخی ہونگے (صحابہ نے) عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ نجات پانے والا گروہ کون سا ہو گا؟ فرمایا: جو میرے اور میرے صحابہ کے طریقہ پر عمل پیرا ہو گا۔

---

17) صحيح البخاری، كتاب الفتن، باب: قول النبي صلى الله عليه وسلم: سَتَرَوْنَ بَعْدِي أُمُورًا تُنْكِرُونَهَا، 2588/6، الحديث 6646، دار ابن كثير۔ دمشق، الطبعة الخامسة 1414ھ

18) سورة الفاتحة: الآية 7

19) سنن الترمذی، ابواب الايمان، باب ماجاء فی افتراق هذه الامة، 381/4، الحديث 2641، دار الغرب الإسلامي – بيروت، الطبعة: الأولى، 1996م

2- وَفِي رِوَايَةِ أَحْمَدَ وَأَبِي دَاوُدَ عَنْ مُعَاوِيَةَ: «ثِنْتَانِ وَسَبْعُونَ فِي النَّارِ، وَوَاحِدَةٌ فِي الْجَنَّةِ، وَهِيَ الْجَمَاعَةُ». (مشکوۃ شریف)

ترجمہ: ابو داود اور امام احمد حضرت معاویہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ۷۲ (فرقے) دوزخ میں جائیں گئے اور ایک گروہ جنت میں جائیگا جو جماعت کہلائے گا۔ یعنی جس کی جماعت کثیر ہو گی۔[20]

3- «لَا يَجْمَعُ أُمَّتِي عَلَى ضَلَالَةٍ، وَيَدُ اللهِ عَلَى الْجَمَاعَةِ، فَإِنَّ مَنْ شَذَّ شَذَّ فِي النَّارِ». [21] (ابن ماجہ)

ترجمہ: فرمایا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میری امت گمراہی پر کبھی متفق نہ ہو گی۔ اللہ کا ہاتھ جماعت پر ہو گا جو اس سے علیحدہ ہوا جہنم میں گیا۔

4- «عَلَيْكُمْ بِالْجَمَاعَةِ الْعَامَّةِ». (رواہ احمد) **ترجمہ:** فرمایا: تم پر جماعت اور عام مسلمین کا ساتھ دینا لازمی ہے۔

ان اَحادیث مبارکہ میں حضور علیہ السلام نے واضح الفاظ میں فرمایا کہ امتِ محمد یہ ﷺ کئی فرقوں میں بٹ جائے گی مگر فرقہ ناجیہ (نجات پانے والا فرقہ) صرف ایک ہی ہو گا اور فرقۂ ناجیہ کی علامات، حسبِ ذیل ہو نگی:

۱۔ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنّت اور صحابہ کرام کے طریقہ کا پیرو ہو گا۔

۲۔ وہ جماعت کے نام سے موسوم ہو گا۔ واضح ہو کہ اہلِ سنّت کے اس نام کو تمام دیگر فرقے سنی بریلوی کو سمجھتے ہیں۔ اگرچہ دیوبندی فرقہ خود کو اہلسنّت مشہور کرتا ہے لیکن اسکا پردہ چاک ہو جاتا ہے تو فرقے بلکہ وہ خود کو وہابی کہنے لگ جاتے ہیں۔ تفصیل فقیر نے رسالہ "دیوبندی وہابی" میں لکھ دی ہے۔

۳۔ اسکی تعداد کثیر ہو گی۔ ظاہر ہے یہ کثرت سنّی بریلوی کو حاصل ہے ۔

۴۔ وہ بلحاظِ تعداد دوسرے تمام فرقوں کے مقابلہ میں سب سے بڑا ہو گا اور وہ فرقہ کے بجائے سوادِ اَعظم کہلانے کا مستحق ہو گا۔

صاحبِ مرقاۃ فرماتے ہیں: السَّوَادُ الْأَعْظَمُ يُعَبَّرُ بِهِ عَنِ الْجَمَاعَةِ الْكَثِيرَةِ، وَالْمُرَادُ مَا عَلَيْهِ الْمُسْلِمُونَ. (شرح مشکوۃ)[22]

۵۔ اس فرقے کے عقائد و اَعمال کو عامۃ المسلمین کے اَعمال کہا جائے گا یعنی دنیا والوں اور اَغیار (غیروں) کی نظر میں، اسی گروہ کے عقائد کو اسلام کے مُسلّمہ (تسلیم شدہ) عقائد سمجھا جائے گا۔

(ف) مندرجہ بالا تصریحات کی روشنی میں یہ امر روزِ روشن کی طرح ثابت ہے کہ اہلِ سنّت کے سوا اور کسی فرقہ میں یہ علامات پائی نہیں جائیں ۔

لہذا اہلِ سنّت ہی وہ فرقہ ہے جو جنّت کا مستحق ہے۔

۶-ابو داؤ دشریف[23] ہیں اور مسند احمد[24] میں حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي يُقَاتِلُونَ عَلَى الْحَقِّ، ظَاهِرِينَ عَلَى مَنْ نَاوَأَهُمْ، حَتَّى يُقَاتِلَ آخِرُهُمُ الْمَسِيحَ الدَّجَّالَ».

---

20) المشكاة، كتاب الايمان، باب الاعتصام بالكتاب و السنة، الفصل الثانی، 61/1، الحديث 172، المكتب الاسلامی۔ بيروت، الطبعة الثانی 1985 م

21) سنن الترمذی، أَبْوَابُ الْفِتَنِ، بَابُ مَا جَاءَ فِي لُزُومِ الْجَمَاعَةِ، 39/4، الحديث 2167، دار الغرب الإسلامي – بيروت، الطبعة: الأولى، 1996 م

22) المرقاة، كتاب الايمان، باب الاعتصام بالكتاب و السنة، الفصل الثانی، 261/1، الحديث 174، المكتب الاسلامی۔ بيروت، الطبعة الثانی 1985 م

کہ سوادِ اعظم وہ جماعت ہے جس کو جماعتِ کثیرہ سے تعبیر کیا جاتا ہے اور وہ ہے جس پر مسلمان متفق ہوں۔

23) سنن ابی داود، كتاب الجهاد، باب فی دوام الجهاد، 313/2، الحديث 2484، المطبعة الانصارية، دهلی۔ هند، عام النشر 1323 ھ

24) مسند احمد، مسند البصريين، حديث عمران بن حصين، 149/33، الحديث 19920، مؤسسة الرسالة، الطبعة الاولیٰ 1421 ھ

ترجمہ: میری امّت کا ایک گروہ ہمیشہ حق کے لیے جہاد کرتا رہے گا اور (حق) کہ مخالفین پر غالب رہے گا۔ یہاں تک کہ ان کا آخری گروہ دجال سے مقابلہ کریگا۔

۷۔**مسلم شریف** میں حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«لَنْ يَبْرَحَ هَذَا الدِّينُ قَائِمًا، يُقَاتِلُ عَلَيْهِ عِصَابَةٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ حَتَّى تَقُومَ السَّاعَةُ». [25]

ترجمہ: یہ دین ہمیشہ قائم رہے گا، مسلمانوں کی ایک جماعت اس کے لیے قیامت کے جہاد کرتی رہے گی.

فیصلہ: حدیث کا مصداق ہر فرقہ خود کو سمجھتا ہے۔ مولوی انور کاشمیری نے اس کا خوب فیصلہ سُنایا اس نے لکھا کہ

وَاخْتُلِفَ فِي تَعْيِينِ مِصْدَاقِهِ، وَكُلٌّ ادَّعَى بِمَا بَدَا لَهُ. قُلْتُ: كَيْفَ مَعَ أَنَّهُ مَنْصُوصٌ فِي الْحَدِيثِ وَهُوَ «الْمُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللهِ»؟ ثُمَّ رَأَيْتُ عَنْ أَحْمَدَ رَحِمَهُ اللهُ أَنَّ تِلْكَ الطَّائِفَةَ إِنْ لَمْ تَكُنْ مِنْ أَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ، فَلَا أَرَى مَنْ هِيَ؟ وَلَمْ أَكُنْ أَفْهَمُ مُرَادَهُ، لِأَنَّكَ قَدْ عَلِمْتَ أَنَّهَا الْمُجَاهِدُونَ نَصًّا فِي الْحَدِيثِ، وَلَا يُمْكِنُ عِنْدَ الْغَفْلَةِ مِثْلُ أَحْمَدَ رَحْمَةُ اللهِ. فَكَيْفَ قَالَ: إِنَّهَا أَهْلُ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ؟ ثُمَّ بَانَ أَنَّ مُرَادَهُ أَنَّ الْمُجَاهِدِينَ إِنَّمَا يَكُونُونَ مِنْ أَهْلِ السُّنَّةِ فِعْلًا، نَهْجًا وَعَقِيدَةً، فَعَيَّنَهُمْ مِنْ هَذِهِ الْجِهَةِ. وَيَشْهَدُ لَهُ التَّارِيخُ؛ فَإِنَّهُ لَمْ يُعْرَفْ فِي الْجِهَادِ أَحَدٌ غَيْرُهُمُ الطَّائِفَةُ. وَأَكْثَرُ تَخْرِيبِ السُّلْطَنَةِ إِنَّمَا كَانَ عَلَى أَيْدِي الرَّوَافِضِ، خَذَلَهُمُ اللهُ وَأَذَلَّهُمْ. [26]

(فیض الباري، شرح، جلد اوّل)

ترجمہ: طائفہ یعنی گروہ سے کون گروہ مراد ہے اسکی تعیین میں اختلاف ہوا۔ ہر ایک نے اپنے خیال کے مطابق دعوای کیا۔ میں اس اختلاف پر مُحیر تھا کہ حدیث کی رُو (اعتبار) سے وہ گروہ مجاہدین فی سبیل اللہ کا ہے، لہٰذا اِس نص کے ہوتے ہوئے اسکا مصداق تلاش کرنے کی ضرورت ہی کیا ہے، پھر میں نے حضرت امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ کے قول پر کہ اس سے مراد اہلِ سنّت و جماعت ہی میں غور کیا، میں حضرت امام احمد کے اس قول کو سمجھنے سے قاصر رہا ہوں کیونکہ نصِّ حدیث کی رُو سے مجاہدین ہی مراد لیے جاسکتے تھے۔ میں حیران تھا کہ امام احمد جیسے جلیل القدر بزرگ ان سے اہل سنّت و جماعت کا گروہ کیسے مراد لیتے ہیں۔ آخر کار غور و فکر کے بعد مجھ پر اصل حقیقت کا انکشاف ہوا کہ اہلِ سنّت کے سوا اور کسی فرقہ میں مجاہدین کا وجود ہی نہیں پس مَعلوم ہوا کہ امام احمد نے عقائد کی بناپر نہیں بلکہ صفتِ جہاد کی بناء پر ہی اہلسنّت کو اس گروہ کا مصداق سمجھا ہے اور تاریخ اس امر کی شاہد ہے کہ اہلِ سنّت کے سوا اور کسی فرقہ کو جہاد فی سبیل اللہ کی توفیق عطا نہیں ہوئی اور سلطنتِ اسلامیہ کے اکثر حصّہ کی تخریب (ہلاکت) کا باعث روافض و خوارج رہے ہیں۔

چودہ سو سال کی شہادت

اسلام کی چودہ سو سالہ تاریخ گواہ ہے کہ روئے زمین پر ایک بالشت بھر زمین نہیں جس پر کسی غیر سنی کے ہاتھوں عَلمِ اسلام نصب ہوا ہو. اسلام کے لیے جہاد و قتال کا فخر صرف اہلسنّت کو حاصل رہا اور اب بھی سُنّیوں ہی کو حاصل ہے اور قیامت تک یہی گروہ اس خاص صفت کا حامل رہے گا۔ حجاز (Hejaz)، یمن (Yemen)، نجد (Najd)، حضرموت (Hadhramaut)، عراق (Iraq)، شام (Syria)، فلسطین (Palestine)، طرابلس الغرب

---

25) صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، بَابُ قَوْلِهِ علیہ السلام: لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي ظَاهِرِينَ عَلَى الْحَقِّ، 53/6، الحدیث 1922، دار الطباعة العامرة۔ ترکیا، عام النشر: 1334 ھ

26) فیض الباری، کتاب العلم، باب من یرد اللہ بہ خیرا یفقهه فی الدین، 253/1، الرقم 71، دار الکتب العلمیة۔ بیروت، الطعة الاولیٰ 1426 ھ

(Tripoli,Libya)، مصر(Egypt) ، تیونس(Tunis, Tunisia) ، الجیریا(Algeria) ، مراکو(Morocco) ، اسپین(Spain) ، جنوبی فرانس (Southern France)، کریٹ(Crete) ، قبرص(Cyprus) ، رُوم(Rome) ، اناطولیہ(Anatolia,Turkey) ، کاکیشا(Caucasus)، کریمیا(Crimea)، جنوب مشرقی یورپ(Southeastern Europe/Balkans) ، ایران(Iran/Persia) ، افغانستان(Afghanistan) ، ہندوستان(India / Hindustan) ، ترکستان(Turkestan / Central Asia) ، جزائر مالدیو(Maldives Islands) ، جاوا(Java, Indonesia)، سماٹرا(Sumatra, Indonesia) ، بورنیو(Borneo, Malaysia/Indonesia) ، چین(China)

غرض دنیا کے ہر حصّہ میں اسلام سے روشناس کیا مُخالفین و مُعاندینِ اسلام کی حَشمت و شوکت کو اپنے زورِ بازو سے کچل کر رکھ دیا۔ اسلام میں کئی فرقے ہوئے مگر لِوائے اسلام (علمِ اسلام) کی علمبرداری کی توفیق خداوند کریم کی طرف سے صرف سنّیوں کو ہی حاصل رہی اور اس حدیث کے وہی مِصداق قرار پائے، اسلامی فاتحین و شجاعانِ اسلام میں ایک بھی ایسا نہیں جس کا اہلِ سنّت سے تعلق نہ ہو۔ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم کے مقدّس دور کے بعد موسیٰ بن نصیر، طارق بن زیاد، ابن قینیہ مہلب محمد بن قاسم، سلاطین اُندلس، الپ ارسلان، محمود غزنوی، شہاب الدین غوری، سلاطینِ آل عثمان، صلاح الدین ایوبی، بایزید یلدرم، سلطان محمد فاتح وغیرہ جس قدر نامور مجاہدین گزرے ہیں، تمام سنّی ہی تھے، الحمد للہ علی ذلک۔

مخالفین کون: البتہ اہلِ سنّت کے سوا دوسرے فرقوں میں ایسے اَشخاص ضرور گزرے ہیں جو اگرچہ شُجاع تھے، بہادر تھے، فاتح تھے مگر انہوں نے کفار سے مقاتلہ کے بجائے مسلمانوں سے ہی جنگ کی اور قِوائے (قوت) اسلامیہ کو پارہ پارہ کر دیا۔ مثلاً عبید اللہ مہدی افریقہ، عباس صفوی، ابو طاہر قرمطی، اسماعیل صفوی وغیرہم بلکہ یہ دعویٰ کیا جاسکتا ہے کہ مسلمانوں کا ایک ملک بھی ایسا نہیں جو انکے ہاتھ سے کفار نے غیر سنّی فرقوں کی اعانت (مدد) کے بغیر چھینا ہو۔ تفصیل تاریخ کی کتابوں میں ہے۔

ازالۂ وہم: بعض لوگ عوام کو وَرغلاتے ہیں کہ حدیث شریف میں نجات والے فرقے کے متعلّق فرمایا ہے کہ وہ اس طریقہ پہ ہونگے جس پر میں (حضور علیہ السلام) اور صحابہ ہیں۔ تو حضور علیہ السلام کے طریقہ پر وہابی کہتے ہیں ہم ہیں، مرزائی کہتے ہیں ہم ہیں۔ دیوبندی کہتے ہیں ہم ہیں کیونکہ ہم شرع کی پابندی کرتے ہیں، حقوق اللہ و حقوق العباد میں بال برابر بھی ہم سے کمی نہیں ہوتی بخلاف عوام اہلسنّت کے کہ وہ کوئی برائی نہیں چھوڑتے، نیکی تو انکے ہاں ہے ہی نہیں۔

مسلمانو! یہ صرف دھوکہ ہے اور فریب ہے حضور علیہ الصلواۃ والسلام کے طریقہ سے مراد صرف عملِ صالح نہیں بلکہ انکے ساتھ عقائدِ صحیحہ مراد ہیں اور عقائد صحیحہ کا ہونا اولین شرط ہے، اور صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عقائد اور طریقے بحمد للہ ہم اہلِ سنّت کو نصیب ہیں جنکی تفصیل فقیر کے رسالہ، "صحابہ کے وارث کون" میں ہے۔

آیت ۱: وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُونَ لِيَنْفِرُوا كَافَّةً فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِنْهُمْ طَائِفَةٌ لِيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّينِ وَلِيُنْذِرُوا قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوا إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُونَ. [27]

---

27) سورۃ التوبۃ: الآیۃ 122 ترجمہ: اور یہ مناسب نہیں کہ سب مؤمن (جہاد یا دین سیکھنے کے لیے) ایک ساتھ نکل کھڑے ہوں۔ تو کیوں نہ ہر گروہ میں سے ایک جماعت نکلے تاکہ وہ دین میں سمجھ حاصل کرے، اور (پھر) جب وہ اپنی قوم کی طرف لوٹیں تو انہیں خبردار کریں، تاکہ وہ (گناہوں سے) بچیں۔ ط۔ ضیائی

فوائد: آیتِ کریمہ سے مَعلوم ہوا کہ دین میں فقہ سیکھنا فرضِ کفایہ ہے کیونکہ ہر مومن تو اسکا حامل نہیں ہو سکتا۔

۲۔فُقہا اپنی قوم کو ڈر سنائیں یعنی اَحکامِ اِلٰہی بتائیں کہ وہ حرام و گناہ سے بچیں۔یہ اسی صورت میں ہو گا کہ قوم فُقہا کی تقلید کرے اوران کے حکم پر چلے۔

۳۔حکم ہوا کہ ہر گروہ سے ایک گروہ نکلے اور دین کی فقہ حاصل کریں اور واپس آ کر قوم کو ڈر سنائیں۔

۴۔اس آیتِ کریمہ میں قَوْمَهُمْ فرمایا کہ تمام قومیں اپنے اپنے فقہا کی تقلید (پیروی) کریں، اور انکے اَحکام کو جی و جان سے مان لیں۔

خلاصہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے فقہا کا فقہ سیکھنا اور قوم کو انکی فقہا کی تقلید کرنا فرض بتایا۔غیر مقلّد دونوں کے منکر ہیں۔

آیت ۲: يَا أَيُّهَا ٱلَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا ٱللَّهَ وَأَطِيعُوا ٱلرَّسُولَ وَأُولِي ٱلْأَمْرِ مِنكُمْ ۖ[28] (پ۵،النساء،۵۹)

ترجمہ: اے ایمان والو! حکم مانو اللہ کا، حکم مانو رسول کا اور انکا جو تم میں اُولی الامر ہیں۔

ف: امیر ہو سلطانِ اسلام اُس کا وہی حکم مانا جائیگا جو مطابقِ شریعت، حق و صَواب (درست) ہو اور اس بات کے لیے ضروری ہے کہ یا تو وہ خود عالمِ دین ہو یا عُلَمادینِ متین کا تابع فرمان (فرمانبردار) ہو۔لہذا ثابت ہوا کہ سلطانِ اسلام محکوم (حکم کا پابند) بنے اور اَئمۂ دین حاکم ہیں۔خلاصہ یہ ہے کہ تقلید کے سوا چارہ نہیں۔

آیت ۳: فَإِن تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى ٱللَّهِ وَٱلرَّسُولِ إِن كُنتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَٱلْيَوْمِ ٱلْآخِرِ ۚ ذَٰلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا[29]

(پ۵،النساء،۵۹)

ترجمہ: پھر اگر تم میں سے کسی بات کا جھگڑا اُٹھے تو اسے اللہ عزوجل اور رسول ﷺ کے حضور رُجوع (بارگاہ میں پیش) کرو اگر اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتے ہو۔یہ بہتر ہے اور اسکا انجام سب سے اچھا.

ف) اللہ عزوجل اور رسول ﷺ کے حضور رُجوع کا یہی مطلب ہے کہ عُلَمادین و اَئمۂ مجتہدین کے حضور رُجوع کریں اور ان سے اللہ اور رسول ﷺ کا حکم مَعلوم کریں اور جیسا وہ حکم فرمائیں، اس کو جی (دل) و جان سے مان لیں۔ثابت ہوا کہ تقلید کے سوا کوئی چارہ ہی نہیں۔کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

آیت ۴: وَتِلْكَ ٱلْأَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ ۖ وَمَا يَعْقِلُهَآ إِلَّا ٱلْعَـٰلِمُونَ (پ۲۰،العنکبوت،۴۳)

ترجمہ: اور یہ مثالیں ہم لوگوں کے لیے بیان فرماتے ہیں اور انہیں نہیں سمجھتے مگر علم والے۔

ف) مَعلوم ہوا کہ دین کی سمجھ علم والوں کو ہے اور علم والوں میں جو مجتہد نہیں، انہوں نے اَئمۂ مجتہدین کا مضبوطی سے دامن تھام لیا اور ان کی تقلید سے اَحکامِ دین کو جانچ لیا۔ثابت ہوا کہ تقلیدِ اَئمہ لازم اور ضروری ہے۔یعنی اللہ رب العٰلمین مومن سے فرمائے کہ تقلید کو اپنے اوپر لازم کر لو۔غیر مقلّد کہے کہ تقلید کرنا شرک ہے۔ایسوں کے لیے قرآنِ مجید میں یوں فیصلہ فرمایا کہ

آیت ۵: أَلَمْ تَرَ إِلَى ٱلَّذِينَ يَزْعُمُونَ أَنَّهُمْ ءَامَنُوا بِمَآ أُنزِلَ إِلَيْكَ وَمَآ أُنزِلَ مِن قَبْلِكَ يُرِيدُونَ أَن يَتَحَاكَمُوٓا إِلَى ٱلطَّـٰغُوتِ وَقَدْ أُمِرُوٓا أَن يَكْفُرُوا بِهِۦ ۖ وَيُرِيدُ ٱلشَّيْطَـٰنُ أَن يُضِلَّهُمْ ضَلَـٰلًۢا بَعِيدًا (پ۵،النساء:۶۰)

---

28) سورۃ النساء: الآیۃ 59

29) سورۃ النساء: الآیۃ 59

ترجمہ: کیا تم نے اُنہیں نہ دیکھا جن کا دعویٰ ہے کہ وہ ایمان لائے، اس پر جو تمہاری طرف اترا اور اس پر جو تم سے پہلے اترا پھر چاہتے ہیں کہ شیطان کو اپنا پنچ (حاکم) بنائیں اور انکو تو یہ حکم تھا کہ اسے اصلاً نہ مانیں اور شیطان یہ چاہتا ہے کہ اُنہیں دور کی گمراہی میں بہکا دے۔

غیر مقلّدِین ائمہ مجتہدین کے تو مُنکر (انکاری) اور مخالف ہیں جنکو اولیائے کاملین اور اکابرِ عُلمائے دینِ متین، اپنا امام و پیشوا مانتے ہیں اور جو قرآن کریم کے خلاف بغاوت کرے اور مومنین، صالحین بلکہ اولیائے کاملین بلکہ انبیاء و مرسلین علیہم الصلواۃ والتسلیم کی شان میں گستاخی اور اِہانت کرے انکو اپنا مُقتدا (پیشوا) اور امام اور دین کا نشانہ (دین کی علامت) سمجھتے ہیں۔

تاریخ شاہد (گواہ) ہے جتنے گستاخ اور بے ادب گروہ گزرے ہیں وہ غیر مقلّدِین کے مُقتدا و پیشوا ہیں۔ مثلاً ابنِ تیمیہ و ابن القیم اور محمد بن عبد الوہاب نجدی اور اسماعیل دہلوی اور اہلسنّت کے ائمہ، اولیاء کو مُشرِک ورنہ کم از کم انہیں برا بھلا تو ضرور کہتے ہیں۔ مثلاً امام ابو حنیفہ، شیخ عبد القادر جیلان اور حضور غریب نواز اجمیر اور داتا گنج بخش وغیرہم۔ رضی اللہ تعالی عنھم

آیت ۶: فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِن كُنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ. (پ۱۴، النحل ۴۳)[30]

ترجمہ: تو اے لوگو! عُلَما (علم والوں) سے پوچھو اگر تمہیں علم نہیں۔

(ف) اصول کا قاعدہ ہے کہ الْعِبْرَةُ بِعُمُومِ اللَّفْظِ لَا بِخُصُوصِ الْوَرِدِ.[31]، اس قاعدہ (کی بنا) پر، أَهْلُ الذِّكْرِ سے عُلَما مجتہدین بھی مراد ہو سکتے ہیں یعنی غیر مجتہدین کو ضروری ہے کہ وہ مجتہدین سے سوال کریں اور الذکر بھی عام ہے اس سے مراد افرادِ مسائلِ جزئیہ شرعیہ ہے اور اہل کی (اضافت) ذکر کی طرف اختصاص کے لیے ہے معنی یہ ہے کہ جو لوگ مجتہدین ہو کر قرآن و حدیث کو خوب سمجھتے ہیں۔ اے عامیو (عام لوگوں)! تم ان سے پوچھا کرو۔

آیت ۷: وَالسَّابِقُونَ الْأَوَّلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُم بِإِحْسَانٍ رَّضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ[32]

یعنی سب سے اول سبقت کرنے والے یعنی مہاجرین اور انصار اور جو ان کی نیک روش کے تابع (پیچھے پیچھے) ہوتے، خدا ان سب سے راضی ہے اور وہ خدا سے راضی۔ (پ۱۱: التوبہ)

(ف) اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو جو مہاجرین و انصار کی اِتّباع یعنی تقلید اور پیروی کرتے ہیں، تابع کا معنی فرمانبردار (فرمان ماننے والا) ماتحت اس معنی پر ثابت ہوا کہ ائمہ کی تقلید کرنے والوں پر اللہ تعالیٰ راضی ہے۔ اس لیے کہ آیت میں تقلید والوں کو تین بشارات ہیں۔

۱ ان پر رضائے الٰہی کا نزول.

۲ دخول جنت کا وعدہ۔

۳۔ فوزِ عظیم (بڑی کامیابی) کی خوشخبری۔

---

30) سورۃ النحل: الآیۃ 43

31) الاشباہ و النظائر، کتاب العموم و الخصوص، 136/2، دار الکتب العلمیۃ۔ بیروت، الطبعۃ الاولیٰ 1411ھ

(وہ عبارت جو عموم پر دلالت کرے، اس کا مورد خصوص کے لئے نہیں ہوتا بلکہ وہ بھی عام ہو گا۔) ط۔ ضیائی

32) سورۃ التوبۃ: الآیۃ 100

آیت ۸: وَالَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ أَزْوَاجِنَا وَذُرِّيَّاتِنَا قُرَّةَ أَعْيُنٍ وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِينَ إِمَامًا (پ۱۸، الفرقان)[33]

ترجمہ: فرمایا: اور وہ لوگ ہیں جو کہتے ہیں اے ہمارے پروردگار ہم کو ہماری بیویوں اور اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک عنایت کر اور ہم کو متقیوں کا امام بنا۔

ف: متقیوں، پرہیز گاروں کا امام و مُقتدا (leader) جو ہو گا، لازماً متقی اسکے مُقتدی (پیروکار) و مقلّد ہونگے جو اپنے امام کی تقلید کریں گے۔ یہ آیت مبارکہ بھی تقلید پر دلیلِ صریح ہے۔ اب تک کی آیات میں اِستنباط، فقہ، امام، پیروی، (تقلید) اِتّباع و اِطاعت کے الفاظ آچکے ہیں، لہذا تقلید پر ائمہ سے مَفَر (فرار ہوا) ایمان و اعمال کے لیے مُضِر (نقصان دہ) ہے۔

آیت ۹: قرآن عظیم میں فرمایا: وَاتَّبِعْ سَبِيلَ مَنْ أَنَابَ إِلَيَّ ۚ[34]

ترجمہ: فرمایا: تم ان لوگوں کی راہ پر چلو جو میری طرف رُجوع (لوٹتے) ہوں۔

(ف) اس آیۂ کریمہ کی تفسیر میں غیر مقلّدِ وہابی مفسّر لکھتا ہے: دین کے کاموں میں تم ان لوگوں کی راہ پر چلیو جو میری (یعنی خدا کی) طرف رُجوع (لوٹتے) ہوں۔ خواہ کوئی ہوں، کسی ملک کے رہنے والے ہوں، کسی قوم کے افراد ہوں۔ (ترجمہ وحید الزمان مع تفسیر)

اس آیت مبارکہ میں بھی اللہ تعالیٰ اپنی طرف رُجوع کرنے والوں کی تقلید و اِتّباع کا حکم فرما رہا ہے کہ میری طرف رُجوع کرنے والوں کی راہ پر چلیو خواہ کوئی ہو۔ مجتہد ہو، محدّث ہو، کسی ملک کا ہو، عرب کا ہو، کُوفہ کا ہو، فارَس کا ہو، بغداد کا ہو، بخارا کا ہو، مصر کا ہو یا شام و عراق یا رُوس کا ہو، اللہ تعالیٰ کی طرف رُجوع کرنے والا ہو اس کی اِتّباع اور تقلید کرو۔

اعلیٰ حضرت امامِ اہلسنّت مجدّد بریلوی قُدِّسَ سِرّہُ العزیز نے فرمایا:

تیرے غلاموں کا نقشِ قدم ہے راہ خدا — وہ کیا بہک سکے جو یہ سُراغ لے کے چلے

نوٹ: مسئلہ تقلید پر مزید آیات پیش کی جاسکتی ہیں مگر اختصار کے پیشِ نظر اسی پر اِکتفا کیا جاتا ہے۔ تفصیل و تشریح اور مزید تحسین فقیر کی تصنیف "الحق في تقليد الخلق"

باب ۲: اَحادیث مبارکہ تقلید کے بیان میں

۱-عن تميم الدارى ان النبي صلى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الَّذِينَ النَّصِيحَةُ قُلْنَا لِمَنْ قَالَ للهِ وَلِكِتَابِهِ وَلِرَسُولِهِ وَلِأَئِمَّةِ الْمُسْلِمِينَ وَعَامَّتِهِم

ترجمہ: تمیم داری سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دین خیر خواہی ہے۔ ہم نے عرض کیا کس کی امام اور عوام اہل ایمان کی۔ فرمایا اللہ کی اور اسی کتاب کی اور اسکے رسول کی اور مسلمانوں کی۔[35]

شرح الحدیث: مسلم شریف کی اس حدیث کی شرح میں امام نووی فرماتے:

وَقَدْ تَنَاوَلَ ذَلِكَ عَلَى الأَئِمَّةِ الَّذِينَ هُم عُلَمَاء الدِّينِ وَإِنَّ مِنْ نَصِحَتِهِم قَبُولَ مَا رَوَوهُ وَ تَقْلِيدَهُمْ فِي الْأَحْكَامِ

---

33) سورۃ الفرقان: الآیۃ 74

34) سورۃ لقمان: الآیۃ 15

35) صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب ان الدین النصیحۃ، 53/1، الحدیث 55، دار الطباعۃ العامرۃ۔ ترکیا، عام النشر 1334 ھ

وَ إِحْسَانَ الظن بهم.

ترجمہ: یہ حدیث ان اِماموں کو بھی شامل ہے جو عُلَماءِ دین ہیں اور عُلَما کی خیر خواہی سے ہے (کہ) انکی روایت کی ہوئی اَحادیث کا قبول کرنا اور انکے اَحکام میں تقلید (پیروی) کرنا اور انکے ساتھ نیک گمان کرنا۔[36]

حدیث ۲: أَخْبَرَنَا يَعْلَى، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ، عَنْ عَطَاءٍ: ﴿أَطِيعُوا اللهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ﴾، قَالَ: «أُولُو الْعِلْمِ وَالْفِقْهُ». [37](دارمی)

ترجمہ: خبر دی ہم کو یعلیٰ نے، انہوں نے کہا کہ مجھ سے کہا عبد الملک نے، انہوں نے عطاء سے روایت کی کہ اِطاعت کرو اللہ کی اور اِطاعت کرو رسول ﷺ کی اور اپنے میں سے امر والوں کی۔ فرمایا (عطاء) نے: أُولُو الْأَمْرِ علم اور فقہ والے حضرات ہیں۔

حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ

مَنْ اَتَاكم وَامْرُكُمْ جَمِيع عَلَى رَجُلٍ وَاحِدٍ يُرِيدُ أَنْ يشُقَّ عَصَاكم وَ يُفَرِّقُ جَمَاعَتَكُمْ فَاقْتُلُوهُ[38](مسلم)

ترجمہ: تمہارے پاس آئے حالانکہ تم ایک شخص (امام و امیر) کی اِطاعت پر متفق ہو۔ وہ چاہتا ہے کہ تمہاری لاٹھی کو توڑ دے اور تمہاری جماعت کو مُتَفَرِّق (جدا جدا) کر دے، تو اسکو قتل کرو۔

(ف) یہاں ایک شخص کی اِطاعت کا ذکر ہے، وہ امام و مجتہد ہی ہیں کیونکہ سلطان یا حاکمِ وقت کی اِطاعت، خلافِ شرح اَحکام میں جائز نہیں۔ امام مسلم نے کتاب الامارہ میں ایک باب باندھا: بَابُ وُجُوبِ طَاعَةِ الْأُمَرَاءِ فِي غَيْرِ مَعْصِيَةٍ.[39] یعنی امیر کی اِطاعت غیر مَعْصِیّت میں واجب ہے۔

اس سے اِطاعت و تقلید واضح طور پر ثابت ہے. مشکوٰۃ شریف، باب فضائل الصحابہ میں ہے: «أَصْحَابِي كَالنُّجُومِ، فَبِأَيِّهِمُ اقْتَدَيْتُمُ اهْتَدَيْتُمْ». [40]

یعنی میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں، تم جن کی پیروی (تقلید) کروگے ہدایت پاؤ گے۔

(ف) اس حدیث پاک میں خود حضور علیہ السلام نے حضرات صحابۂ کرام کی پیروی یعنی تقلید کا حکم دیا ہے اور صحابۂ کرام کی تقلید سے ہدایت پانے کی نَوید (خوش خبری) سُنائی۔ تقلید کا معنی پیروی ہے، اگر اِتّباع واِطاعت کا حق صحابۂ کرام یا اَئمہ کرام کے لیے ممنوع (ناجائز) ہوتا تو حضور علیہ السلام صحابۂ کرام کی پیروی اور تقلید کا حکم نہ فرماتے جیسا کہ غیر مقلّدین کا عقیدہ ہے کہ مخلوق میں سے اِطاعت کا حق صرف اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ اب اگر غیر مُقلّدین حضور اکرم، رسولِ محترم صلی اللہ علیہ وسلم کی اِطاعت میں سچے ہیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس حکم کی اِطاعت کریں کہ حضور ﷺ نے فرمایا: میرے صحابہ کی اِطاعت یا پیروی یا تقلید کرو۔ اس سے غیر مقلّدین کا قاعدہ ٹوٹ گیا جو کہ اُنہوں نے گھر بیٹھ کر گھڑا ہے کہ اِتّباع صرف اور صرف رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی ہے اور بس (کسی کی نہیں)۔ یہ ان کا شریعت پر بہتان ہے۔ اس لیے کہ اس حدیث شریف میں حضراتِ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی

---

36) المنهاج شرح صحيح مسلم بن حجاج، كتاب الايمان، باب ان الدين النصيحة، 39/2، دار احياء التراث العربي۔ بيروت، الطبعة الثانية 1392ھ

37) سنن الدارمي، المقدمة، باب الاقتداء بالعلماء، 83/1، الحديث 219، دار الكتاب العربي، سنة النشر: 1407ھ/1987م

38) صحيح مسلم، كتاب الامارة، باب حكم من فرق امر المسلمين وهو مجتمع، 23/6، الحديث 1852، دار الطباعة العامرة۔ تركيا، عام النشر 1334ھ

39) صحيح مسلم، كتاب الامارة، بَابُ وُجُوبِ طَاعَةِ الْأُمَرَاءِ فِي غَيْرِ مَعْصِيَةٍ وَتَحْرِيمِهَا فِي الْمَعْصِيَةِ، 13/6، دار الطباعة العامرة۔ تركيا، عام النشر 1334ھ

40) مشكاة المصابيح، كتاب المناقب، باب مناقب الصحابة، الفصل الثالث، 1696/3، الحديث 6018، المكتب الاسلامي۔ بيروت، الطبعة الثالثة 1985م

پیروی کا حکم دیا گیا اور اسی کو راہِ راست (درست راستہ) فرمایا گیا، مگر ساتھ ہی دلیل کے طلب کرنے کا حکم نہیں دیا گیا۔ ایسی پیروی کو اصطلاحِ (فقہ) میں تقلید کہتے ہیں۔ لہذا اس حدیث سے بحکمِ نبی صلی الہ علیہ وآلہ وسلم، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تقلید ثابت ہوئی اور باقی ائمہ مجتہدین کی تقلید بھی اسی حکم میں ہے۔

لطیفہ: غیر مقلّدین اپنے قول (قاعدہ) سے خود جھوٹے ثابت ہوتے ہیں۔ وہ یوں کہ صرف رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اِتبّاع ضروری ہے، اس پر عمل کریں کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اپنے سوا دوسروں مثلاً خُلَفاء راشدین اور جملہ صحابہ کی اِتبّاع کا حکم فرما رہے ہیں۔ لیکن یہ تو دوسروں کی اِتبّاع (تقلید) کو شرک کہتے ہیں۔

نکتہ: اِس حدیث شریف کا اصل بھی اِتبّاع (تقلید) ہے، چنانچہ اس روایت کا ابتدائی حصّہ یوں ہے:

عَنْ عَمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ سَأَلْتُ رَبِّي عَنِ اخْتِلَافِ أَصْحَابِي مِنْ بَعْدِي فَأَوْحَى إِلَيَّ يَا مُحمد إِنَّ اصْحَابَكَ عِنْدِي بِمَنْزِلَةِ النجوم فِي السَّمَاءِ بَعْضُهَا أَقْوى مِنْ بَعْضٍ وَ لِكُلِّ نُور فَمَنْ أَخَذَ لِشَ مِمَّا هُمْ عَلَيْهِ مِنْ اخْتِلَافِهِمْ فَهُوَ عِنْدِي عَلَى هُدًى . الحديث (مشکوۃ، ص۵۴۶)[41]

ترجمہ: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ میرے بعد میرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں اِختلاف (فروعی اختلاف) ہو گا۔ اسکے متعلّق میں نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا۔ (اس کے جواب میں) اللہ تعالیٰ نے مجھ کو وحی کی: اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میرے نزدیک آپکے صحابہ ایسے ہیں جیسے آسمان میں ستارے (اختلاف، مراتب میں) بعض سے بعض قوی ہیں (ویسے) سب کے پاس نورِ ہدایت ہے (باوجود انکے اختلاف کے) جس آدمی نے انکے نور سے کچھ حصہ پایا، میرے نزدیک ہدایت پر ہے۔

حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ «عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ».[42]

ترجمہ: تم لازم پکڑو میری اور میرے خُلَفاء راشدین کی سنّت کو۔ (مشکوۃ شریف)

(ف) اس میں غیر مقلّدین کا صریح رد ہے کہ مخلوق میں اِطاعت یعنی پیروی کا حق صرف اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ آپ ہی کی اِطاعت کی جائے۔ اسکے برعکس خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ میرے صحابہ کرام اور خُلَفاء راشدین کی اِطاعت اور پیروی بھی کرو، اور انکی سنّت (طریقہ) بھی ضرور پکڑو۔

نکتہ: دراصل یہ ارشاد حضور سرورِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تقلید کی اہمیت کے پیشِ نظر فرمایا۔ چنانچہ حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ «وَسَتَرَوْنَ مِنْ بَعْدِي اخْتِلَافًا شَدِيدًا».[43] (ابن ماجہ، ص۵)

یعنی میرے بعد تم بہت سخت اختلافات دیکھو گے۔ اسکے بعد اس کا حل بتایا جو اُوپر مذکور ہوا یعنی پیروی۔

رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد خلفائے راشدین کی پیروی۔ اسی پیروی کا نام تقلید ہے۔

---

41) مشكاة المصابيح، كتاب المناقب، باب مناقب الصحابة، الفصل الثالث، 1696/3، الحديث 6018، المكتب الاسلامی۔ بيروت، الطبعة الثالثة 1985م

42) مشكاة المصابيح، كتاب الايمان، باب الاعتصام بالكتاب والسنة، الفصل الثانی، 58/1، الحديث 165، المكتب الاسلامی۔ بيروت، الطبعة الثالثة 1985م

43) سنن ابن ماجه، كتاب المقدمة، باب اتباع سنة الخلفاء الراشدين المهديين، 116/، الحديث 42، المكتبة العلمية

ازالۂ وہم: اس حدیث شریف "سُنَّةُ الخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ." کو سُنَّةُ رَسُولِ اللهِ ﷺ. پر عطف کیا گیا ہے، جس کا مقتضاء (تقاضہ) مغائرت ہے (مابعد، ماقبل کا غیر ہو)۔[44] اس سے مَعلوم ہوا کہ سُنَّةُ الخُلَفَاءِ سے مراد روایت خُلَفاء نہیں بلکہ سُنَّةُ الخُلَفَاءِ سے مراد خُلَفاء راشدین کے مسائلِ اِجتہادیہ ہیں، جو قرآن وحدیث سے باجتہاد (اِجتہاد کے ذریعہ) صحیح نکالے گئے ہوں۔

تقلید الصحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ: اس حدیث کے مطابق صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم انہی خُلَفاء کی تقلید کرتے تھے۔ مثلاً جمع القرآن کا حکم شیخین کا تھا، جس پر تمام صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے لبیک کہی اور اس طرح تعمیلِ حکم (حکم پر عمل کرنا) یا سرِ تسلیم خم (حکم کو تسلیم کرنے) کا نام تقلید ہے۔ اگرچہ اس دور میں یہی عُرفی تقلید نہ سہی لیکن عمل تو یہی تھا۔ اسکی تفصیل آئے گی۔ دورِ صحابہ میں ہمارے والا کام (یعنی تقلید) ضرور تھا اگرچہ نام نہ تھا بلکہ بقولِ بعض عُلما خُلَفاءِ راشدین سے مُراد، جانشین بطور عموم ہیں جن میں ائمہ اَربعہ بھی داخل ہیں۔ مولانا شیخ عبد الغنی مُحدّث دہلوی مہاجر مکی لکھتے ہیں:

وَ مِنَ الْعُلَما ءمَنْ عَمَّدَ كُلَّ مَنْ كَانَ عَلَى سِيرَتِهِ عَلَيْهِ السَّلامُ مِنَ الْعُلَما وَالخُلَفاء كَالائِمَة الأربعة المتبوعيْنَ الْمُجْتَهْدِينَ وَالْأَئِمَّةِ الْعَادِلِينَ كَعُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِينِ كُلُّهُمْ مَوَارِدُ لِهَذَا الحديث[45] (انجاح الحاجہ، ص۵)

ترجمہ: جو عُلَما جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طریقہ پر ہوتے ہیں جیسے چاروں امام[46] اور عادل حُکّام جیسے عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ تعالیٰ۔ سب اس حدیث کے مصداق ہیں۔

ثبوتِ وُجوبِ تقلید: حدیثِ ہذا (اس حدیث) سے تقلید کا وُجوب علیکم (لازم پکڑو) اور اس میں کوئی شرط نہیں کہ ان سے دلیل کا مُطالبہ بھی کرو۔ بلکہ حکم ہے کہ بلا مَشروط (بغیر کسی شرط کے) انکی پیروی کرو بلکہ حرفِ عَطف سے مزید تاکید ہوئی کہ جیسے اِتّباعِ رسول (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) واجب ہے ایسے ہی خُلَفاء راشدین اور ان جیسے اور مقتداؤں کا۔

باب۳: دورِ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم

اِتّباع کا دوسرا نام تقلید ہے جیسا کہ ہم نے تقلید کا لغوی و عُرفی معنی مقدّمہ میں بیان کیا ہے۔ اس معنی پر صحابہ کے دور میں یہی تھا کہ اعلیٰ مَراتِب کی اِتّباع و تقلید ہمیشہ جاری رہی بلکہ اسکا صراحۃً آرڈر کیا جاتا چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اہلِ کُوفہ کے نام ایک خط میں تحریر فرمایا:

قَدْ بَعَثْتُ اليكُمْ عَمَّارَ بْنَ يَاسِرٍ أَمِيرًا وَ عَبْدَ اللهِ بن مَسْعُودٍ مُعَلِّمًا وَ وَزِيرًا وَهُمَا مِنَ النجباء مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَهْلِ بَدْرٍ فَاقْتَكَ وَا بِهِمَا و قد اثرتُكُمْ بِعَبْدِ اللهِ عَلَى نَفْسِي .[47] (تذکرۃ الحفاظ، ص۱۳، ج۱)

ترجمہ: اے اہلِ کوفہ میں تمہاری طرف عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو امیر مقرر کرکے اور عبد اللہ بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ و مُعلّم اور وزیر مُقرر کرکے بھیجتا ہوں اور یہ دونوں جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان بزرگ صحابہ میں سے ہیں جو غزوہ بدر میں شریک ہوئے تھے۔ سو تم لوگ انکی اقتداء (و تقلید)

---

44) (کیونکہ واو عاطفہ اپنی وضع کے اعتبار سے تقاضہ کرتا ہے کہ اس کا مابعد، ماقبل کا غیر ہو) ط۔ ضیائی

45)(إنجاح الحاجة شرح سنن ابن ماجة لمحمد عبد الغني المجددي الدهلوي)

46) (ابو حنیفہ، مالک، شافعی، احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ) ط۔ ضیائی

47)تاریخ الاسلام للذهبی، الطبقة الرابعة، سنة اثنتين و ثلاثين، توفی فيها، عبد الله بن مسعود، 208/2، دار الغرب الاسلامی۔ بیروت، الطبعة الاولیٰ 1424ھ

کیا کرو۔ اور دل یوں چاہتا تھا کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے پاس رکھوں مگر عبد اللہ کو بھیجنے میں، میں نے اپنی جان پر تم کو ترجیح دی ہے ۔لہذا انکی تقلید سے پورا فائدہ اٹھانا۔

حضرت ابو موسی اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ: صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ اَصاغِر (کم سن صحابہ) کو اَکابِر (عمر دراز صحابہ) کی اِتّباع (تقلید) کا فرماتے۔ چنانچہ بخاری، ص:۹۹۷ میں ہے کہ

عَنْ هَزَيْلِ بْنِ شُرَحْبِيلَ، يَقُولُ: سُئِلَ الجُمُوعُ ـ وَفِيهِ ـ فَأَتَيْنَا أَبَا مُوسَى، فَأَخْبَرْنَاهُ بِقَوْلِ ابْنِ مَسْعُودٍ، فَقَالَ: لَا تَسْأَلُوا مَا دَامَ هَذَا الحَبْرُ فِيكُمْ. (بخاری، ص۹۹۷)[48]

ترجمہ: حضرت ہزیل بن شرجیل سے روایت ہے کہ حضرت ابو موسیٰ اَشعری رضی اللہ عنہ سے ایک مسئلہ پوچھا گیا[49] پھر ہم نے حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس آکر عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول کی خبر دی تو اُنہوں نے فرمایا کہ جب تک تم میں یہ بڑا عالم (عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ) موجود ہیں، تم مجھ سے کچھ مت پوچھا کرو بلکہ انہیں سے دریافت کر کے عمل کیا کرو۔

قاعدہ کلیہ: صحابۂ کرام ورضی اللہ عنہم خود مجتہد تھے۔ اسی لیے انہیں تقلید کی ضرورت نہ تھی لیکن اسکے باوجود بوقتِ ضرورت ان کا چھوٹا، بڑے کی تقلید کر لیتا۔ اس طویل مضمون کے لیے دفاتر چاہئیں۔ بطور نمونہ فقیر، حضراتِ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے تعامُل (معاملات) سے اور پھر حضرات تابعین کے تعامُل (معاملات) سے یہ دِکھلاتا ہے کہ اِن حضرات کے مبارک زمانہ میں ایک دوسرے کے مَسائل تسلیم کر لینے کا عام رواج تھا۔ اور دلیل کی تحقیق کرنے کی بھی عادت نہ تھی۔ بالفاظِ دیگر، یوں سمجھئے کہ خَیرُ القُرون کے زمانہ میں شرعی مسائل میں تقلید کرنے کا عام رِواج تھا، کسی کو اس پر اِنکار نہ تھا۔ اگرچہ اس وقت اصطلاحی تقلید کا نام نہ تھا لیکن کام ضرور تھا۔ چونکہ غیر مقلّدین کو شاہ ولی اللہ محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ پر اعتماد ہے، ان کا قول ملاحظہ ہو، وہ فرماتے ہیں کہ صحابۂ کرام کے زمانہ سے لیکر چار مذہبوں کے ظُہور تک سب لوگوں کا یہی رواج رہا ہے کہ جو بڑا عالم مل جاتا اس کی تقلید کر لیا کرتے تھے۔[50]

(عقد الجید، ص:۳۳)

امثلہ دور صحابہ:

عَنْ عَوْنِ بْنِ أَبِي جُحَيْفَةَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: آخَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ سَلْمَانَ وَأَبِي الدَّرْدَاءِ. فَزَارَ سَلْمَانُ أَبَا الدَّرْدَاءِ، فَرَأَى أُمَّ الدَّرْدَاءِ مُتَبَذِّلَةً، فَقَالَ لَهَا: مَا شَأْنُكِ؟ قَالَتْ: أَخُوكَ أَبُو الدَّرْدَاءِ لَيْسَ لَهُ حَاجَةٌ فِي الدُّنْيَا. فَجَاءَ أَبُو الدَّرْدَاءِ، فَصَنَعَ لَهُ طَعَامًا، فَقَالَ: كُلْ. فَقَالَ: إِنِّي صَائِمٌ. قَالَ: مَا أَنَا بِآكِلٍ حَتَّى تَأْكُلَ. فَأَكَلَ. فَلَمَّا كَانَ اللَّيْلُ ذَهَبَ أَبُو الدَّرْدَاءِ يَقُومُ، فَقَالَ لَهُ سَلْمَانُ: نَمْ. فَنَامَ. ثُمَّ ذَهَبَ يَقُومُ، فَقَالَ لَهُ: نَمْ. فَنَامَ. فَلَمَّا كَانَ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ، قَالَ سَلْمَانُ: الْآنَ. فَقَامَا فَصَلَّيَا. فَقَالَ لَهُ سَلْمَانُ:

---

48) صحيح البخاری، كتاب الفرائض، باب: ميراث ابنة ابن مع ابنة، 2477/6، الحديث 6355، دار ابن كثير، دار اليمامة۔ دمشق، الطبعة الخامسة 1414ھ

49) (پھر وہی مسئلہ حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا گیا اور حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول سے بھی مطلع کیا گیا۔ تو حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو موسیٰ کے خلاف مسئلہ بتایا) اویسی غفرلہ

50) عقد الجيد، المقدمة، ص13، المطبعة السلفية

إِنَّ لِرَبِّكَ عَلَيْكَ حَقًّا، وَلِنَفْسِكَ عَلَيْكَ حَقًّا، وَلِأَهْلِكَ عَلَيْكَ حَقًّا، فَأَعْطِ كُلَّ ذِي حَقٍّ حَقَّهُ .فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَذَكَرَ ذَلِكَ لَهُ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: صَدَقَ سَلْمَانُ. [51](بخاری،ص۲۶۴،ج۱)

ترجمہ، حضرت عون اپنے والد حضرت ابی جحیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں: انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت سلمان اور حضرت ابو درداء کے درمیان برادری مُواخات(بھائی چارہ) قائم کر دی۔ ایک دن حضرت سلمان، حضرت ابو درداء کے ہاں مہمان ہوئے تو حضرت ابو درداء کی بیوی ام الدرداء کو پریشان حال دیکھ کر فرمایا: ایسی خراب حالت کیوں ہے؟ ام الدرداء نے جواب دیا کہ آپ کا بھائی ابو الدرداء دنیا(یعنی بیوی وغیرہ سے) بے حاجت ہے۔ پس ابو درداء گھر آئے تو سلمان کے لیے کھانا تیار کر کے فرمایا: آپ کھائیں میں روزہ دار ہوں۔ حضرت سلمان نے کہا: میں ہر گز نہیں کھاؤں گا جب تک آپ ہمراہ نہ کھائیں۔ [52] پھر جب رات ہوئی تو ابو درداء حسبِ عادت نوافل کے لیے اٹھنے لگے حضرت سلمان نے ان سے فرمایا: سو جاؤ۔ وہ (انکا کہا مان کر) سو رہے پھر (دوبارہ) نوافل کے لیے اٹھنے لگے تو حضرت سلمان نے (مکرر) فرمایا (ابھی) سو جاؤ۔ وہ (ان کا کہنا مان کر) سو رہے پھر جب صبح صادِق کا قُرب ہوا تو حضرت سلمان نے ابو درداء سے فرمایا: اب اٹھئے چنانچہ دونوں صاحبان نے تہجد پڑھی. پھر حضرت سلمان نے ابو درداء سے مخاطِب ہو کر فرمایا: آپ پر آپکے پروردگار کا حق ہے اور آپ پر آپ کی جان کا حق ہے اور آپ پر آپکی بیوی کا حق ہے۔ سو ہر حق دار کو اسکا حق ادا کرو پھر ابو درداء رضی اللہ عنہ رسول اللہ صل اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ اقدّس میں حاضر ہوئے اور سارا واقعہ ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا: سلمان نے سچ کہا۔

استدلال تقلید: اس واقعہ میں حضرت سلمان نے حضرت ابو درداء کو امر کیا(حکم دیا)۔

۱۔ کھانا کھاو۔ ۲۔ سو رہو۔ ۳۔ جاگو۔ اور حضرت ابو درداء نے دلیل طلب کیے بغیر حضرت سلمان کے ارشاد کی ہر دفعہ تعمیل کی۔ اصطلاح میں اسی کو تقلید کہا جاتا ہے۔ اور یہ زمانہ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے بلکہ یہ واقعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا گیا۔ تو آپ ﷺ نے حضرت سلمان کی تصدیق فرمائی اور حضرت ابو درداء کے تقلید کرنے کی تردید نہیں فرمائی بلکہ تائید فرمائی۔ اس سے مَعلوم ہوا کہ تقلیدی عمل حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک پسندیدہ تھا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ ہی میں صحابۂ کرام رضی للہ عنہم تقلید کیا کرتے تھے۔

۲-عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ: أَقَامَ مَعَاذُ بْنُ جَبَلٍ بِالْيَمَنِ مُعَلِّمًا وَأَمِيرًا، فَسَأَلُوهُ عَنْ رَجُلٍ تُوُفِّيَ وَتَرَكَ ابْنَتَهُ وَأُخْتَهُ، فَأَعْطَى الْابْنَةَ النِّصْفَ، وَالْأُخْتَ النِّصْفَ. (بخاری شریف،ص:۹۹۷)

ترجمہ: اسود بن یزید کہتے ہیں کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ ہمارے یہاں یمن میں معلّم(دینی اَحکام کی تعلیم کرنے والے) اور حاکم بن کر آئے۔ ہم نے ان سے یہ مسئلہ پوچھا کہ ایک شخص مر گیا اور اس نے اپنی ایک بیٹی اور ایک بہن وارث چھوڑے حضرت معاذ نے نصفِ مال کا بیٹی کے لیے حکم فرمایا اور نصف کا بہن کے لیئے حکم فرمایا۔ [53]

---

51)صحیح البخاری،کتاب الصوم،بَاب: مَنْ أَقْسَمَ عَلَى أَخِيهِ لِيُفْطِرَ فِي التَّطَوُّعِ، وَلَمْ يَرَ عَلَيْهِ قَضَاءً إِذَا كَانَ أَوفق له،694/2،الحدیث 1867،دار ابن کثیر،دار الیمامۃ۔دمشق،الطبعۃ الخامسۃ 1414ھ

52)(حضرت ابو درداء نے دلیل طلب کرنے کے بغیر حضرت سلمان کا کہنا مان کر کھانا کھا لیا۔) اُویسی غفرلہٗ

53)صحیح البخاری،کتاب الفرائض،بَاب میراث البنات،،2477/6،الحدیث 6353،دار ابن کثیر،دار الیمامۃ۔دمشق،الطبعۃ الخامسۃ 1414ھ

استدلال تقلید: اس فیصلہ میں حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دلیل بیان نہیں کی اور سائل (سوال کرنے والے) نے ان سے دلیل دریافت نہیں کی بلکہ محض انکی دینداری پر اعتماد کرکے ان کا کہنا قبول کرلیا۔ یہی تقلید ہے۔

(ف) مَعلوم ہوا کہ دورِ صحابہ (رضی اللہ عنہم) میں ایک دوسرے کی تقلید کا عام رواج تھا۔

۳۔مَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بن عُمَرَ أَنَّهُ سُئِلَ اجَلٍ فَيَضَعُ مِنْهُ صَاحِبٌ عَنِ الرَّجُلِ يَكُونُ لَهُ الدَّيْنُ عَلَى الرَّجُلِ إِلى صَاحِبُ الحَقِّ وَيَعْجِلُهُ الْآخِرُ فكرة ذالك عِنْدَ اللهِ بْنُ عُمَرَ وَنَهَى عَنْهُ[54]

ترجمہ: حضرت سالم کہتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے یہ مسئلہ پوچھا گیا کہ کسی شخص کا دوسرے شخص پر دَین میعادی (مقررہ مدت پر قرض) واجب ہے اور صاحبِ حق اس میں سے کسی قدر (کچھ قرض) اس شرط پر معاف کرتا ہے کہ وہ قبل از میعاد (وقتِ مقررہ سے پہلے) اسکا دَین دیدے۔ آپ نے اسکو ناپسند کیا اور منع فرمایا۔ (موطا امام مالک، ص:۲۷۹)

استدلال تقلید: یہ مسئلہ جزئیہ حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہما کا اِجتہاد ہے اور چونکہ سائل نے دلیل نہیں پوچھی۔ اس لیئے اسکا (قول) قبول کرنا تقلید کرنا ہے اور حضرتِ ابن عمر رضی اللہ عنہما کا خود دلیل بیان نہ کرنا، تقلید کے جواز کی دلیل ہے۔

۴- عَنْ أَبِي سُهَيْلِ بْنِ مَالِكِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَتَبَ إِلَى أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ :صَلِّ الظُّهْرَ إِذَا زَاغَتِ الشَّمْسُ ... إِلَى أَنْ قَالَ: وَاقْرَأْ بِسُورَتَيْنِ طَوِيلَتَيْنِ مِنَ الْمُفَصَّلِ.[55] (موطا امام مالک، ص۳)

(ترجمہ) ابی سہیل اپنے والد مالک سے روایت کرتے ہیں کہ امیر المومنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو موسی کی طرف خط میں لکھا کہ ظہر کی نماز پڑھو جبکہ زوالِ شمس ہو اور عصر کی جب زردی سے قبل سورج خوب روشن ہو اور مغرب کی جب سورج غروب ہو اور عشاء کی تاخیر کرو سونے تک اور نمازِ صبح (فجر) پڑھو حالانکہ ستارے ہوں اور مُفَصّل[56] میں سے دو لمبی سورتیں اس میں پڑھا کرو۔

استدلال تقلید: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مسئلہ تحریر فرماتے وقت دلیل نہیں لکھی اور حضرت ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ نے اسکی دلیل دریافت نہیں کی بلکہ محض اعتماد سے تسلیم کرلیا۔ اس کو تقلید کہتے ہیں۔ ثابت ہوا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہ حضرت عمر اور حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہما دونوں نے تقلید کو جائز رکھا۔

۵- عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ الأَنْصَارِيَّ سُئِلَ عَنِ الْمَسْحِ عَلَى الْعِمَامَةِ، فَقَالَ: لَا، حَتَّى يُمَسَّ بَضْعُ الشَّعْرِ بِالْمَاءِ.[57]

(موطا امام مالک، ص۱۱)

---

54)موطا للامام مالک، کتاب البیوع، باب ماجاء فی الربا فی الدین، 672/2، الحدیث 82، دار احیاء التراث۔بیروت، عام النشر 1306ھ

55)موطا للامام مالک، کتاب وقوت الصلاۃ، باب وقوت الصلاۃ، 7/1، الحدیث 7، دار احیاء التراث۔بیروت، عام النشر 1306ھ

56) امام اہل سنت امام احمد رضا خان بریلوی کے خلیفہ، صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مشہور فقہی کتاب "بہارِ شریعت "میں یوں بیان فرمایا "مُفَصَّل سورۂ حجرات سے اخیر قرآن تک ہیں، اور ان کو تین قسموں میں تقسیم کیا گیا ہے: طِوالُ المفصل (بڑی بڑی مفصل سورتیں): سورہ حجرات سے سورہ بروج تک، اَوساطُ المفصل (درمیانی سورتیں): سورہ طارق سے سورہ بَیِّنَہ تک، قِصارُ المفصل (چھوٹی چھوٹی سورتیں): سورہ زلزال سے سورہ ناس تک۔ "

57)موطا للامام مالک، کتاب الطھارۃ، باب ماجاء فی المسح بالراس و الاذنین، 35/1، الحدیث 38، دار احیاء التراث۔بیروت، عام النشر 1306ھ

ترجمہ: امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کو یہ بات پہنچی ہے کہ حضرت جابر بن عبد اللہ الانصاری رضی اللہ عنہ سے پگڑی پر مسح کرنے کے متعلّق دریافت کیا گیا تو انہوں نے فرمایا: پگڑی پر مسح کرنا جائز نہیں، یہاں تک کہ پانی کے ساتھ بالوں پر مسح کرے۔

دیکھئے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نے مسئلہ کی دلیل نہیں بیان کی اور سائل نے دلیل دریافت نہیں کی بلکہ محض اعتماد سے تقلید کی ۔مَعلوم ہوا کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے تقلید کو جائز رکھا۔

اختصار کی وجہ سے اِنہی پانچ واقعات پر اکتفا کیا جاتا ہے ورنہ موطَین (موطا امام مالک و امام محمد) اور شرح معانی الاثار وغیرہا کتبِ اَحادیث کے مطالعہ کرنے سے صدہا (سینکڑوں) واقعات ملتے ہیں، جن سے صحابہ رضی اللہ عنہ میں تقلید کا پایا جانا اَظْہَر مِنَ الشمس (سورج سے زیادہ روشن) نظر آتا ہے۔

دورِ تابعین رضی اللہ عنہم: امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے باقاعدہ تقلیدِ عُرفی کو مُرَوَّج (رائج) فرمایا، ورنہ اس سے پہلے نام لیے بغیر تقلید کا رواج تھا.

اَمثِلہ دورِ تابعین:

۱-عَنْ جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ وَعِكْرَمَة رضی الله عنهما اَنَّهُمَا يَكْرَهَانِ المسر وحْدَه وَيَاعُو خَذَانِ ..... ذَلِكَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ.[58]

(ابوداؤد، ص۱۶۵، ج۱)

ترجمہ: جابر بن زید اور عکرمہ سے روایت ہے کہ دونوں صاحب (خیساندہ کے لیے) خرمائے نیم پختہ[59] کو ناپسند کرتے تھے اور اس فتوے کو حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے (بطورِ تقلید) لیا کرتے تھے۔

ف تابعین میں سے حضرت جابر بن زید اور حضرت عکرمہ، حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے فتویٰ پر عمل کرتے تھے اور ان سے دلیل طلب نہیں کرتے تھے۔ یہی تقلید ہے۔

۲-عَنْ عُبَيْدِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ أَنَّهُ قَالَ: بِعْتُ بُرًّا مِنْ أَهْلِ دَارِ نَحْلَةَ إِلَى أَجَلٍ، ثُمَّ أَرَدْتُ الخُرُوجَ إِلَى الْكُوفَةِ، فَعَرَضُوا عَلَيَّ أَنْ أَضَعَ عَنْهُمْ، وَيُنْقِدُوا لِي. فَسَأَلْتُ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ، فَقَالَ: لَا أَعْمُرُكَ أَنْ تَأْكُلَ هَذَا، فَلَا تَفْعَلْ.[60](موطاامام مالک، ص۲۷۸)

ترجمہ عبید بن ابی صالح سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے دارِ خلہ والوں کے ہاتھ کچھ گیہوں (گندم) فروخت کیے اور داموں کے لیے ایک مِیعاد (مدّت) مقرر کر دی پھر میں نے کوفہ جانا چاہا تو ان لوگوں نے مجھ سے اس بات کی درخواست کی کہ میں انکو کچھ دام چھوڑ دوں اور وہ لوگ مجھ کو نقد گن دیں میں نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے سوال کیا۔ انہوں نے فرمایا کہ نہ میں اسکے کھانے کی اجازت دیتا ہوں اور نہ اسکے کھلانے کی.

(ف) اس مسئلہ میں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے دلیل نہیں بیان کی اور عبید بن ابی صالح نے دلیل طلب کرنے کے بغیر اسکو قبول کر لیا۔ بس یہی تقلید ہے۔

---

58)سنن ابی داود، اول کتاب الاشربة، باب فی نبیذ البسر، 545/5، الحدیث 3710، دار الرسالة العالمیة، الطبعة الاولیٰ 1430ھ

59) خیساندہ: ایک پرانا اور مقوی مشروب جو عموماً خرمہ، کشمش، انجیر وغیرہ کو پانی میں بھگو کر بنایا جاتا ہے خرمائے نیم پختہ: وہ کھجور جو مکمل طور پر پکے نہ ہوں، ادھ پکے ہوں۔ یعنی وہ دونوں حضرات خیساندہ کے لیے پوری طرح پکے ہوئے، شیریں کھجور پسند کرتے تھے، اور نیم پختہ خرمے ان کے معیار پر پورے نہ اترتے تھے۔ ط ضیائی

60)موطا للامام مالک، کتاب البیوع، باب ماجاء فی الربا فی الدین، 672/2، الحدیث 81، دار احیاء التراث۔ بیروت، عام النشر 1306ھ

٣-عَنْ عِكْرِمَةَ أَنَّ أَهْلَ الْمَدِينَةِ سَأَلُوا ابْنَ عَبَّاسٍ عَنْ امْرَأَةٍ طَافَتْ ثُمَّ حَاضَتْ قَالَ لَهُمْ تَنْفَرُ قَالُوا لَا نَأْخُذُ لِقَوْلِكَ وَ نَدَهُ قَوْلَ زَيد[61] (صحیح بخاری، ص۲۳، ج۱۰)

ترجمہ: حضرت عکرمہ تابعی سے مروی ہے کہ اہلِ مدینہ نے حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے یہ مسئلہ پوچھا کہ جو عورت طوافِ زیارت[62] کرنے کے بعد حائضہ ہو جائے وہ طوافِ وداع (زیارت) ترک کر کے جاسکتی ہے یا نہیں؟ انہوں نے جواب میں فرمایا: جاسکتی ہے (یہ جواب سُن کر) اہلِ مدینہ نے کہا: ہم آپ کے قول پر عمل نہیں کریں گے۔ اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ (عالمِ مدینہ (حضرت ابن عباس)) کے قول پر پابند رہیں گے۔

شُروحِ بخاری میں اس روایت میں زائد الفاظ بھی مروی ہیں۔ چنانچہ فتح الباری، ص۴۶۳، ج۳۔ عمدۃ القاری، ص ۷۷۷ ج ۲-۴۔ ارشاد الساری، ص۲۴۴ ج۳ میں ہے: زاد الثقفي فَقَالُوا لاَ يُنَالى اَفْتَيَنَا وَلَهُ تُفْتِنَا زيد بن ثابتٍ يَقُولُ لَا تَنْفر[63]

ترجمہ: اہلِ مدینہ نے حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے کہا: آپ ہمیں خواہ فتوی دیں یا نہ دیں، ہم تو حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے فتوے پر قائم رہیں گے۔ لا تنفر کی شرح میں فتح الباری، ص۴۶۳، ج۳، میں ہے۔

رَوَاهُ سَعِيدُ بْنُ أَبِي عُرْوَةَ فِي كِتَابِ الْمَنَاسِكِ – الَّذِي رَوَيْنَاهُ مِنْ طَرِيقِ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى الْقَطَعِيِّ، عَبْدُ الْأَعْلَى عَنْهُ – قَالَ: عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ عِكْرِمَةَ، نَحْوَهُ. وَقَالَ فِيهِ: لَا تُتَابِعُكَ إِذَا خَالَفْتَ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ.اھ[64]

اور عمدۃ القاری، ص۷۷۷، ج۴، میں ہے: فَقَالَتِ الأَنْصَارُ: لَا نُتَابِعُكَ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ، وَأَنْتَ تُخَالِفُ زَيْدًا.اھ[65]

ترجمہ: اور انصارِ مدینہ نے حضرتِ ابنِ عباس رضی اللہ عنہما کو مخاطب کرتے ہوئے کہا: ہم آپکی متابعت (تقلید) نہیں کریں گے۔ اس لیے کہ آپ ہمارے (امام) حضرت زید بن ثابت کے مخالف ہیں۔

دیکھئے حضراتِ اہلِ مدینہ، حضرت زید بن ثابت کی تقلید پر کیسے جمے رہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما جیسے خَيْرُ الأُمَّةِ عالم کی اِتّباع سے بھی انکار کر دیا۔

(ف) یہ حوالے تقلیدِ شخصی کے بارے میں بھی کام آئیں گے۔ فی الحال مطلق تقلید کی بحث ہے۔ جب تقلیدِ مطلق سمجھ آجائے گی تقلیدِ شخصی کا سمجھنا آسان ہو جائیے گا۔ اسکی بحث ہم آخر میں عرض کریں گے۔ (ان شاء اللہ)

---

61) صحيح البخاری، كتاب الحج، بَاب اذا حاضت المراة بعد ما افاضت، 525/2، الحديث 1671، دار ابن كثير، دار اليمامة۔ دمشق، الطبعة الخامسة 1414ھ

62) بہارِ شریعت میں حضرت مفتی امجد علی اعظمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں "طوافِ زیارت فرض ہے، اور اس کا وقت دسویں ذوالحجہ کی صبح صادق سے شروع ہوتا ہے۔ اگر کسی نے یہ طواف نہ کیا اور وطن چلا گیا تو حج نہ ہوا اور بیوی اس پر حلال نہ ہوگی، جب تک واپس آکر طواف نہ کرے۔" ط ضیائی

63) فتح الباری، كتاب الحج، باب اذا حاضت المراة بعد ما افاضت، 588/3، دار المعرفة۔ بيروت، 1379ھ

64) فتح الباری، كتاب الحج، باب اذا حاضت المراة بعد ما افاضت، 588/3، دار المعرفة۔ بيروت، 1379ھ

65) عمدة القاری، كتاب الحج، باب اذا حاضت المراة بعد ما افاضت، 97/10، دار الفكر۔ بيروت، 1431ھ

تقلیدعرفی کابیان: ہر فن تفسیر و حدیث، فقہ اور ان کے اصول، تجوید ایسے ہی صَرف و نحو وغیرہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے دور میں عملی طور پر موجود تھے لیکن انکے اَسماء(نام) اور اسکی اِصطلاحات صدیوں بعد وجود میں آئیں۔ جملہ عُلوم وفُنون کے سینکڑوں اقسام پھر اسکی ہزاروں اصطلاحات، بدعات میں شاہ ولی اللہ محدّث دہلوی اور امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ جیسے عظیم محدثین شامل ہیں۔

عُلوم القرآن: عُلومِ قرآن کے ذیل میں بہت سے عُلوم آتے ہیں، جن میں سے چند ایک یہ ہیں:

علمِ تفسیر، علمِ اَسبابِ نُزولِ قرآن، علم القرات، علم اعراب القران، عجائب القرآن، علم اعجاز القرآن، لغات القرآن، اسلوب القرآن، علم الاشتقاق، غریب القرآن، تاریخ القرآن، ارض القرآن، مضامین القرآن، قصص القرآن، رسم القرآن، علم المکی والمدنی، علم الناسخ والمنسوخ، احکام القرآن، علم الحکم والمتشابہ، جمع القرآن، اقسام القرآن، علم الوقف والابتداء، فضائل القرآن وغیرہ وغیرہ۔

تقریباً ایک ہزار برس عُلوم قرآن کا اتنا چرچا تھا کہ ایک ایک طالبِ علم عُلوم القرآن پر ایک ایک سو کتابیں پڑھتا اور سنتا تھا چنانچہ ابو بکر محمد بن خیبر بن عمر بن خلیفہ الاموی الاشبیلی (۵۰۲ھ۔ ۱۱۷۹ء) اپنے شیوخ اور اساتذہ سے عُلوم القرآن پر ایک سو کتابیں پڑھیں یا نہیں۔ انکی فہرست دائرۃ المعارِف الاسلامیہ (ج ۱۶، ص ۹-۶- ۲۱۲) میں موجود ہے۔

یہ جملہ قرآنی عُلوم خَیرُ القُرون کے بعد ایجاد ہوئے، جو غیر مقلّدین کی اصطلاح میں بدعتِ سیئہ میں داخل ہیں۔ اسکے باوجود غیر مقلّدین ان عُلوم و فُنون کو پڑھتے پڑھاتے ہیں، انہیں صرف ضد فقہ سے۔

عُلوم الحدیث: محدّثین کرام نے اسکے پینسٹھ (۶۵) عُلوم وفُنون لکھے ہیں او اور وہ جُملہ عُلوم وفُنون غیر مقلّدِ میں اور ہم سب میں مُروّج ہیں حالانکہ وہ بھی خَیرُ القُرون کے بعد مدوّن ہوئے۔ اسکی تفصیل امام نووی رحمہ اللہ کی (کتاب) تقریب میں ہے۔ اسی طرح ہر فن کا حال ہے۔ مثلاً اُصولِ تفسیر، اصولِ حدیث، فقہ، اصول فقہ وغیرہ وغیرہ

نحو وصرف: ان دونوں فُنون کا پڑھنا تو عُلمائے اسلام نے واجب قرار دیا ہے حالانکہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابۂ کرام کے زمانۂ اقدس میں نہ ان کا نام ونشان تھا اور نہ ہی انکی اصطلاحات کا وجود، ایسے ہی فقہ بِتَمامِہ (اپنے تمام اجزاء کے ساتھ) حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی عملی زندگی کا نام ہے، ہاں اسکی تدوین سب سے پہلے امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمائی، انکے بعد دوسرے ائمہ مجتہدین رحمہم اللہ نے۔

فیصلہ حق: جب فقہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کی عملی زندگی کا دوسرا نام ہے تو پھر اس سے انکار صرف اس لیے کہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ اور دوسرے علمائے اسلام نے مُرتّب فرمایا ہے، تو تعصُّب ہے جو جہنم میں لیجانے والا ہے۔ اگر اس لئے انکار ہے کہ یہ نام اور اصطلاحات خَیرُ القُرون کے بعد ایجاد ہوئیں تو تحقیقِ مذکورہ تفسیر و حدیث اور صرف ونحو کے اَسماء(نام) اور انکی اصطلاحات بھی بدعت ہیں تو انہیں بھی نہیں پڑھنا چاہیے۔ اس سے ثابت ہوا کہ غیر مقلّدین کا تقلید وفقیہ سے انکار محض ضد اور ہَٹ دَھرمی کی وجہ سے ہے، ورنہ اصولی طور پر تقلید وفقہ اسلام میں اسی طرح ضروری اور واجب ہے جیسے اسلام کے دور سے عُلوم وفُنون۔

اجماعِ امّت: دورِ تابعین سے امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی تدوینِ فقہ کے بعد تا حین (اب تک) امت کا اِجماع ہو گیا کہ ائمہ اَربعہ میں سے کسی ایک کی تقلید واجب ہے۔

۱۔شاہ ولی اللہ محدّث دہلوی نے فرمایا:

هَذِهِ الْمَذَاهِبُ الْأَرْبَعَةُ الْمُدَوَّنَةُ الْمُحَرَّرَةُ قَدِ اجْتَمَعَتِ الْأُمَّةُ أَوْ مَنْ يُعْتَدُّ بِهَا مِنْهَا عَلَى جَوَازِ تَقْلِيدِهَا إِلَى يَوْمِنَا هَذَا.

(حجۃ اللہ البالغہ مصری، ص۱۲۳، ج۱)

ترجمہ: تمام امّت نے یا امّت کے قابلِ اعتبار افراد نے اَئمہ اربعہ کے چار مشہور مذہبوں کی تقلید کے جواز پر آج اجماع کیا۔[66]

۲۔امام ابن الہُمّام نے فرمایا: انْعَقَدَ الْإِجْمَاعُ عَلَى عَدَمِ الْعَمَلِ بِالْمَذَاهِبِ الْمُخَالِفَةِ لِلْأَئِمَّةِ الْأَرْبَعَةِ.[67](فتح القدیر)

ترجمہ: اس امر پر اِجماع مُنعقِد ہے کہ اَئمہ اَربعہ کے مذاہب کے خلاف کسی مذہب پر عمل کرنا جائز نہیں۔

۳۔امام ابن الہمام نے فرمایا: وَمَا خَالَفَ الْأَئِمَّةَ الْأَرْبَعَةَ مُخَالِفٌ لِلْإِجْمَاعِ الخ، فَقَدْ صَرَّحَ فِي التَّحْرِيرِ أَنَّ الْإِجْمَاعَ انْعَقَدَ عَلَى عَدَمِ الْعَمَلِ بِمَذْهَبٍ مُخَالِفٍ لِلْأَرْبَعَةِ لِانْضِبَاطِ مَذَاهِبِهِمْ وَانْتِشَارِهَا وَكَثْرَةِ أَتْبَاعِهِمْ.[68](التحریر فی اَصول الفقہ)

ترجمہ: امام ابن الہمام نے فرمایا کہ جو اَئمہ اَربعہ کے خلاف ہے، وہ اِجماع کے مخالِف ہے تحریر (ابن الہمام) میں مُصرّح (تصریح) ہے کہ مذاہبِ اَربعہ کے خلاف کسی مذہب پر عمل کرنا اِجماعاً جائز نہیں، کیونکہ اَئمہ اَربعہ کے مذاہب مُستَنبَط (استنباط شدہ) ہیں اور انکے اِتّباع (مقلّدین) کثیر ہیں۔[69]

۴۔شرح ہدایہ میں ہے کہ وَإِذَا كَانَ الْمُفْتِي عَلَى هَذِهِ الصِّفَةِ فَعَلَى الْعَامِّيِّ تَقْلِيدُهُ، وَإِنْ كَانَ الْمُفْتِي أَخْطَأَ فِي ذَلِكَ، وَلَا مُعْتَبَرَ بِغَيْرِهِ، هَكَذَا رَوَى الْحَسَنُ عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ، وَابْنُ رُسْتُمَ عَنْ مُحَمَّدٍ، وَبَشِيرُ بْنُ الْوَلِيدِ عَنْ أَبِي يُوسُفَ رَحِمَهُمُ اللهُ تَعَالَى.[70]

(کفایہ شرح ہدایہ، کتاب الصوم)

ترجمہ: جب مفتی اس صفت کا (مجتہد) ہو تو عامی آدمی غیر مجتہد (عام آدمی جو مجتہد نہ ہو اس) پر اسکی تقلید کرنی ضروری ہے خواہ مفتی سے خطا ہو جائے۔ اسکے سوا کا اعتبار نہیں۔ ایسا ہی روایت کیا ہے، حسن نے امام ابو حنیفہ سے اور ابن رستم نے امام محمد سے اور بشیر بن ولید نے امام ابو یوسف۔

۵۔ہدایہ میں ہے کہ

وَعَنْ أَبِي يُوسُفَ خِلَافُ ذَلِكَ، لِأَنَّ عَلَى الْعَامِّيِّ الِاقْتِدَاءَ بِالْفُقَهَاءِ لِعَدَمِ الِاهْتِدَاءِ فِي حَقِّهِ إِلَى مَعْرِفَةِ الْأَحَادِيثِ.[71]

(ھدایہ اوّلین، ص۲۰۶، کتاب الصوم، باب مایوجب القضاء والکفارۃ۔ شامی، ص۱۱۸، ج۱ مطبوعہ مصر)

ترجمہ: اور امام ابو یوسف سے (مسئلہ) اِحتجامِ صائم (روزے دار کا حجامہ کروانے) میں اس کے خلاف مروی ہے۔ اس لیے کہ عامی (غیر مجتہد) پر فقہا (مجتہدین) کی تقلید لازم ہے۔ کیونکہ وہ اَحادیث کی (پوری) مَعرفت کی طرف راہ نہیں پا سکتا۔

---

66) حجة الله البالغة، المبحث السابع، تتمة، باب حكاية حال الناس قبل المائة الرابعة و بعدها، 263/1، دار الجيل۔بيروت، الطبعة الاولىٰ 1446ھ

67) الاشباہ و النظائر، تنبيهات، ص92، دار الكتب العلمية۔بيروت، الطبعة الاولىٰ 1419ھ

68) الاشباہ و النظائر، تنبيهات، ص92، دار الكتب العلمية۔بيروت، الطبعة الاولىٰ 1419ھ

69) الاشباہ و النظائر، تنبيهات، ص92، دار الكتب العلمية۔بيروت، الطبعة الاولىٰ 1419ھ

70) الكفاية شرح الهداية، كتاب الصوم، قوله: قيام الشبهة الحكمية، 157/2، دار الكتب العلمية۔بيروت، 2019م

71) الهداية، كتاب الصوم، باب ما يوجب القضاء و الكفارة، فصل من كان مريضاً، 127/1، دار احياء التراث۔بيروت

۶۔امام اَعظم نے فرمایا: مولانا عبد الحی صاحب لکھنوی، ترجمہ شمس الائمہ حلوانی میں لکھتے ہیں:

وَقَدْ رُوِيَ عَنِ الْإِمَامِ الْأَعْظَمِ جَوَازُ تَقْلِيدِ الْمُجْتَهِدِ بِمَنْ هُوَ أَعْلَمُ مِنْهُ.[72] (التعلیقات السنیہ علی تراجم الحنفیہ، ص۹۶)

ترجمہ: حضرت امام اَعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ مجتہد کو اپنے سے بڑے عالم کی تقلید جائز ہے۔

جب مجتہد کو امام صاحب کے نزدیک تقلید جائز ہوئی تو عامی کو تقلید کرنی امام صاحب کے نزدیک ضرور واجب ہو گی۔

۷۔علامہ بحر العُلوم نے فرمایا:

وَأَمَّا قَبْلَهُ، أَيْ قَبْلَ الِاجْتِهَادِ (إِلَى أَنْ قَالَ): وَعَنِ الْإِمَامِ أَبِي حَنِيفَةَ رِوَايَتَانِ، فِي رِوَايَةٍ يَجُوزُ، وَفِي أُخْرَى لَا. وَالْإِمَامُ مُحَمَّدٌ يُقَلِّدُ مَنْ هُوَ أَعْلَمُ مِنْهُ، فَهُوَ ضَرْبٌ مِنَ الِاجْتِهَادِ، فَإِنَّهُ لَا يَكُونُ إِلَّا بِالتَّأَمُّلِ فِي الرِّجَالِ لِيَعْرِفَ الْأَعْلَمَ. وَقَالَ الْإِمَامُ الشَّافِعِيُّ رَحْمَةُ اللهِ، وَالْجُبَّائِيُّ الْمُعْتَزِلِيُّ: يَجُوزُ إِنْ كَانَ الْمُقَلَّدُ بِهِ صَحَابِيًّا.[73] (فواتح الرحموت شرح مسلم الثبوت، ص۲۲۰)

ترجمہ: ایک مجتہد کو قبل ازاِجتہاد دوسرے مجتہد کی تقلید کرنا جائز ہے یا نہیں۔ (سوا اس مسئلہ میں) حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالی سے دو روایتیں ہیں۔ ایک روایت میں ہے کہ یہ جائز ہے اور دوسری روایت میں ہے کہ جائز نہیں[74] اور امام محمد رحمہ اللہ تعالی سے روایت ہے کہ اپنے سے زیادہ علم والے کی تقلید کرے اور علم کا پتہ چلانا بھی، ایک قسم کا اِجتہاد ہے کیونکہ رِجال میں تأمُّل کریگا تو اَعلم (زیادہ علم والے) کا پتہ لگے گا۔ اور امام شافعی رحمہ اللہ تعالی اور جبائی معتزلی نے کہا ہے کہ جس کی تقلید مجتہد کر رہا ہے اگر وہ صحابی رضی اللہ عنہ ہے تو تقلید جائز ہے۔

۸۔امام محمد نے فرمایا: وَحُكِيَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ وَغَيْرِهِ أَنَّهُ يَجُوزُ لَهُ التَّقْلِيدُ، قِيلَ مُطْلَقًا، وَقِيلَ يَجُوزُ تَقْلِيدُ الْأَعْلَمِ.[75]

(فتاوی ابن تیمیہ، ص۲۰۲، ج۲)

ترجمہ: امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ اور دوسرے (ائمہ) سے منقول ہے کہ (مجتہد کو) تقلید جائز ہے کہا گیا کہ مطلقاً (جائز ہے) اور کہا گیا کہ زیادہ علم والے کی تقلید جائز ہے۔

۹۔ائمہ اَحناف نے فرمایا: قَالَ الشَّيْخُ أَبُو بَكْرٍ الرَّازِي مِنَّا، وَالْإِمَامُ أَبُو سَعِيدٍ الْبَرْدَعِيُّ، وَالْإِمَامُ فَخْرُ الْإِسْلَامِ الْبَزْدَوِيُّ، وَشَمْسُ الْأَئِمَّةِ السَّرَخْسِيُّ قُدِّسَتْ أَسْرَارُهُمْ وَاتِّبَاعُهُمْ، وَمَالِكٌ، وَالشَّافِعِيُّ فِي الْقَوْلِ الْقَدِيمِ، وَأَحْمَدُ فِي رِوَايَةٍ رَحِمَهُمُ اللهُ تَعَالَى: قَوْلُ الصَّحَابِيِّ فِيمَا يُمْكِنُ فِيهِ الرَّأْيُ مُلْحَقٌ بِالسُّنَّةِ لِغَيْرِ الصَّحَابِيِّ، فَيَجِبُ عَلَيْهِ تَقْلِيدُهُ وَتَرْكُ رَأْيِهِ.[76] (فواتح الرحموت، ص۴۷۱)

---

72)التعليقات السنية على الفوائد البهية، حرف العين، عبد الرحمٰن بن فضل ابو محمد الخبراخزی، ص95، دار السعادة، الطبعة الاولیٰ 1324ھ

اور امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے روایت کیا گیا ہے کہ اجتہاد کرنے والے کے لیے ایسے شخص کی تقلید جائز ہے جو اس سے زیادہ علم رکھتا ہو۔ "ط ضیائی

73) فواتح الرحموت، 426/2، خاتمة فی الجتهاد و التقليد، مسئلة المجتهد بعد اجتهاده ممنوع من التقليد، دار الكتب العلمية، الطبعة الاولیٰ 1423ھ

74) (کیونکہ مجتہد کو اپنے اِجتہاد سے کام لینا چاہیئے اور خالص تقلید تو عامی، غیر مجتہد کے لیے ہے) اویسی غفرلہ

75) مجموع الفتاوىٰ، فصل فی حكم من حلف، 225/20، مجمع الملك فهد لطباعة المصحف الشريف المدينة المنورة، عام النشر: 1425 ھ

76) فواتح الرحموت، 231/2، الاصل الثانی السنة، مسئلة قال الرازی و غيره: ان قول الصحابی فيما يمكن فيه الرای، دار الكتب العلمية، الطبعة الاولیٰ 1423ھ

ترجمہ: حنفیہ میں سے شیخ ابو بکر رازی اور امام ابو سعید بردعی اور امام فخر الاسلام بزدوی اور شمس الائمہ سَرَخسی اور انکے متبعین اور امام مالک اور امام شافعی کے قول جس میں صحابی کے اِجتہاد کو دخل ہے، غیر صحابی کے لئے سنّت کے حکم میں ہے. لہٰذا اپنی رائے چھوڑ کر صحابی کی تقلید کرنا اس پر لازم ہے۔

آخری صدیوں کے عُلَماء وفقہاء: صدیوں کے عُلَماء وفقہاء کی طرح آخری صدیوں کے علماء وفقہاء بھی تقلید کو واجب فرماتے ہیں۔

۱۔ شاہ ولی اللہ محدّث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ پر غیر مقلّدین کو بہت زیادہ اعتماد ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ

فَإِذَا كَانَ إِنْسَانٌ جَاهِلًا فِي بِلَادِ الْهِنْدِ وَبِلَادِ مَا وَرَاءَ النَّهْرِ، وَلَيْسَ هُنَاكَ وَالٍ شَافِعِيٌّ وَلَا مَالِكِيٌّ وَلَا حَنْبَلِيٌّ وَلَا كِتَابٌ مِنْ كُتُبِ هَذَا الْمَذْهَبِ، وَجَبَ عَلَيْهِ أَنْ يُقَلِّدَ أَبَا حَنِيفَةَ، وَيَحْرُمَ عَلَيْهِ أَنْ يَخْرُجَ مِنْ مَذْهَبِهِ، لِأَنَّهُ حِينَئِذٍ يَخْلَعُ مِنْ عُنُقِهِ طَوْقَ الشَّرِيعَةِ وَيَبْقَى سُدًى مُهْمَلًا.[77] (انصاف ص ۷۱، ۴۹)

ترجمہ، جب (غیر مقلّد) عامی انسان علاقۂ ہندوستان اور ماوراء النہر میں رہنے والا ہو کہ جہاں کوئی عالم، شافعی اور مالکی اور حنبلی اور انکی کُتُب مذہبیہ میّسر نہ آسکتی ہوں، تو اس پر واجب ہے کہ صرف امام ابو حنیفہ کے مذہب کی تقلید کرے اور انکے مذہب سے علیحدہ ہونا اس کے لیے حرام ہے۔ کیونکہ وہ اس وقت (ترکِ تقلید کی وجہ سے) شریعت کی رسّی اپنی گردن سے اتار کر مُہمَل بیکار رہ جائیگا۔

۲۔ حضرت علامہ ابن حجر مکی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

أَمَانِيُّ نَيْمَانِنَا، فَقَالَ الْمُتْنُ: لَا يَجُوزُ التَّقْلِيدُ غَيْرَ الْأَئِمَّةِ الْأَرْبَعَةِ: الشَّافِعِيِّ، وَمَالِكٍ، وَأَبِي حَنِيفَةَ، وَأَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ.[78]

(فتح المبین شرح اربعین)

ترجمہ ہمارے ائمہ (شافعیہ) نے کہا ہے کہ ہمارے زمانہ میں سوائے چار اماموں[79] کے کسی کی تقلید جائز نہیں۔

۳۔ حضرت علامہ محب اللہ بہاری رحمہ اللہ الباری نے اور علامہ بحر العُلوم رحمہ اللہ نے فرمایا کہ

(غَيْرُ الْمُجْتَهِدِ الْمُطْلَقِ وَلَوْ) كَانَ (عَالِمًا يَلْزَمُهُ التَّقْلِيدُ) لِمُجْتَهِدٍ مَا (فِيمَا لَا يَقْدِرُ عَلَيْهِ مِنَ الِاجْتِهَادِيَّاتِ).[80]

(فواتح الرحموت شرح مسلم الثبوت، ص۹۲۶)

ترجمہ غیر مجتہد کو مسائل اِجتہادیہ میں کسی عالم مجتہد کی تقلید لازم ہے۔

۴۔ شاہ ولی اللہ محدّث دہلوی رحمہ اللہ کی دوسری تصنیف عقد الجید، ص۸ میں فرماتے ہیں کہ

وَيَجِبُ عَلَى مَنْ لَمْ يَجْمَعْ هَذِهِ الشَّرَائِطَ التَّقْلِيدُ فِيمَا يَعْرِضُ مِنَ الْحَوَادِثِ.[81]

ترجمہ: جو شخص شرائطِ اِجتہاد کا جامع (متحمل) نہیں، اس پر واجب ہے کہ پیش آنے والے مَسائل میں مجتہد کی تقلید کرے۔

---

77) الانصاف، بَاب حِكَايَة حَال النَّاس قبل الْمِائَة الرَّابِعَة، ص79، دار النفاس۔ بیروت، الطبعة الثانية 1404ھ

78) الفتح المبين، الحديث الثامن والعشرون، ص474، دار المنهاج۔ جدة، الطبعة الاولیٰ 1428ھ

79) (یعنی امام شافعی ۔ امام مالک ۔ امام ابو حنیفہ ۔ امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ) ط۔ ضیائی

80) فواتح الرحموت، 434/2، خاتمة: الاجتهاد بذل الطاقة من الفقيه، مسئلة غير المجتهد ولو عالما يلزمه التقليد، دار الكتب العلمية، الطبعة الاولیٰ 1423ھ

81) عقد الجيد، المقدمة، ص5، المطبعة السلفية۔ القاهرة

۵۔ حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ نے فرمایا:

يَجِبُ عَلَى الْعَامِّيِّ وَغَيْرِهِ مِمَّنْ لَمْ يَبْلُغْ مَرْتَبَةَ الِاجْتِهَادِ الْتِزَامُ مَذْهَبٍ مُعَيَّنٍ مِنْ مَذَاهِبِ الْمُجْتَهِدِينَ.[82] (شرح جمع الجوامع)

ترجمہ: عامی اور جو شخص مرتبۂ اجتہاد کو نہ پہنچا ہو اس پر مذاہبِ مجتہدین میں سے کسی مذہبِ معین (خاص مذہب کی تقلید) کا التزام (اختیار کرنا) واجب ہے۔

۶۔ حضرت علامہ طحطاوی حاشیہ در مختار میں لکھتے ہیں:

مَنْ كَانَ خَارِجًا عَنْ هَذِهِ الْأَرْبَعَةِ فِي هَذَا الزَّمَانِ فَهُوَ مِنْ أَهْلِ الْبِدْعَةِ وَالنَّارِ.[83] (طحاوی)

ترجمہ:۔ اس زمانہ میں جو شخص ان چار مذہبوں سے (استحقاقاً)[84] باہر ہوا، وہ بدعتی اور ناری (بہتّر (۷۲) فرقوں کے) لوگوں میں سے ہے۔

ف: اس سے یقین کیجئے غیر مقلّدین بدعتی ہیں۔ اپنا عیب چھپانے کے لیے اہلسنّت کو بدعتی کہا کرتے ہیں۔ تفصیل دیکھئے: "بدعتی کون"۔

ترکِ تقلید کی مذمّت: دور حاضرہ میں ٹیڈی مجتہدین (پروفیسروں، ڈاکٹر وُکلاء) ترکِ تقلید (تقلید چھوڑنے) کی راہ ہموار کر رہے ہیں۔ انکی مذمّت میں فقہاو عُلَما صدیوں پہلے مذمّت فرما گئے۔ چند حوالے حاضر ہیں:

1-وَقَدْ حُكِيَ أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِ أَبِي حَنِيفَةَ خَطَبَ إِلَى رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ الْحَدِيثِ ابْنَتَهُ فِي عَهْدِ أَبِي بَكْرٍ الْجُوْزَجَانِيِّ، فَقَالَ: إِلَّا أَنْ يَسْتَوْفِقَ مَذْهَبَهُ (إِلَى قَوْلِهِ). وَلَكِنْ أَخَافُ عَلَيْهِ أَنْ يَذْهَبَ إِيمَانُهُ وَوَقْتُ التَّرْكِ، لِأَنَّهُ اسْتَخَفَّ بِمَذْهَبٍ هُوَ الْحَقُّ عِنْدَهُ، وَتَرَكَهُ لِأَجْلِ جِيفَةٍ مُنْتِنَةٍ، إِلَخْ.[85] (ردالمحتار، باب التعزیر، ص ۲۶۳، ج ۳)

ترجمہ: منقول ہے کہ (شیخ) ابی بکر جوزجانی کے عہد میں ایک حنفی شخص نے ایک اہلِ حدیث آدمی کی طرف اس کی لڑکی کے رشتہ کے متعلّق خطبہ (نکاح) کا پیغام بھیجا تو اس اہل حدیث نے اس شرط پر اپنی لڑکی کا نکاح دینا منظور کر لیا کہ وہ حنفی اپنا مذہب چھوڑ کر فاتحہ خلف الامام پڑھنا اور رفع یدین وقتِ رکوع وغیرہ شروع کر دے۔ حنفی نے اسے منظور کیا۔ اہلِ حدیث نے لڑکی کا اس سے نکاح کر دیا۔ پھر شیخ ابو بکر جوزجانی سے فتویٰ پوچھا گیا۔ انہوں نے سرنگوں ہونے (جھکانے) کے بعد فرمایا: نکاح جائز ہے لیکن نَزاع (موت) کے وقت اُس حنفی (غیر مقلّد کی طرف پلٹنے والے) کے ایمان دُور (ضایع) ہو جانے کا مجھ کو اندیشہ (ڈر) ہے کیونکہ جو مذہب اسکے اعتقاد میں حق تھا (یعنی حنفیّت) اسکو گندے مردار کی خاطر چھوڑ کر، مذہبِ حق کی اس نے توہین کی ہے۔

انتباہ: ہمارے دَور میں ایسا عام ہو رہا ہے۔ غیر مقلّدین عوام کو پھنسانے میں یہ حَربہ (سازش) عام استعمال کر رہے ہیں۔ اللہ مسلمانوں کو بچائے۔ (آمین) با الخصوص مسئلۂ طلاقِ ثلاثہ (تین طلاق) میں حلالہ سے بچنے کے لیے غیر مقلّدین کے فتویٰ پر عمل کر بھی لیا۔ تب بھی اس عورت کو دوبارہ گھر میں لانے پر لحہ لحہ زنا کیا جائیگا۔ اور اسکے باوجود جو اولاد ہو گی وہ حرام زادگی کے کھاتہ میں لکھی جائیں۔ تفصیل دیکھئے فقیر کی تصنیف " طلاق ثلاثہ"۔

ٹیڈی مجتہدین: اس قسم کا دھندا عملاً ٹیڈی مجتہدین کرا رہے ہیں اسکا وبال انہی کے سر رہیگا۔

---

82) الحاوی للفتاوی، الفتاوی الاصولیة، 350/1، دار الفکر۔ بیروت

83) حاشیة الطحطاوی علی الدر المختار، 253/4، مکتبہ رشیدیہ

84) (اپنے علم و تحقیق کی بنیاد پر) ن اُولیی

85) رد المحتار، کتاب الحدود، باب التعذیر، فُرُوعٌ ارْتَدَّتْ لِتُفَارِقَ زَوْجَهَا، 79/4، دار الفکر بیروت

ف: سیاہ خِضاب لگانے والے بھی اسی بیماری میں مبتلا ہیں۔ تفصیل دیکھئے فقیر کی تصنیف "کالا خضاب" میں۔

٢- وَحُكِيَ فِي الطَّبَقَاتِ الشَّافِعِيَّةِ أَنَّ أَبَا مُحَمَّدٍ الْجُوَيْنِيَّ الْإِمَامَ أَرَادَ أَنْ يَكْتُبَ نَفْيَهُ وَيَخْرُجَ عَنْ تَقْلِيدِ الشَّافِعِيِّ، فَكَتَبَ إِلَيْهِ الْبَيْهَقِيُّ: إِنِّي سَمِعْتُ إِرَادَكَ، فَاعْلَمْ أَنَّكَ تَأْهَلْتَ الِاجْتِهَادَ فَلَا تَخْرُجْ عَنْ تَقْلِيدِ الشَّافِعِيِّ. فَتَرَكَ أَبُو مُحَمَّدٍ الْجُوَيْنِيُّ مَا أَرَادَ.[86]

(عرف۔۔۔۔۲/۴۷)

ترجمہ: طبقاتِ شافعیہ میں منقول ہے کہ ابو محمد جوینی (محدثِ شافعی کے مقلد) کا ارادہ ہوا کہ کتاب تصنیف کریں اور امام شافعی کی تقلید چھوڑ دیں۔ (امام بیہقی محدّث کو اسکی خبر ہوئی) تو امام بیہقی (محدّث) نے ابو محمد جوینی کی طرف لکھا کہ میں نے آپ کا ارادہ (ترکِ تقلید) کا سنا ہے، سو واضح ہوا کہ آپ مجتہد نہیں ہیں۔ لہذا امام شافعی کی تقلید ترک نہ کیجئے۔ اسکے بعد ابو محمد جوینی نے اپنا قصد (ارادہ) چھوڑ دیا اور تقلیدِ شافعی پر بدَستور قائم رہے۔

١- **اولیاء کرام وصوفیہ عظام رحمھم اللہ تعالی علیہ**: شیخ عبد الوہاب شعرانی، شیخ علی خواص رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ارشاد نقل فرماتے ہیں:

وَكَانَ سَيِّدِي عَلِيٌّ الْخَوَّاصِ إِذَا سَأَلَهُ إِنْسَانٌ عَنِ التَّقْلِيدِ بِمَذْهَبٍ مُعَيَّنٍ: أَالْآنَ هُوَ وَاجِبٌ أَمْ لَا؟ يَقُولُ لَهُ: لَا يَجِبُ عَلَيْكَ التَّقْلِيدُ مَا دُمْتَ تَصِلُ إِلَى شُهُودِ عَيْنِ الشَّرِيعَةِ الْأُولَى.[87] (میزان کبری)

ترجمہ: میرے شیخ حضرت علی خواص رحمہ اللہ تعالیٰ سے جب کوئی شخص مذہبِ مُعَیَّن (خاص) کی تقلید کے متعلّق پوچھتا کہ اب وہ واجب ہے یا نہیں، وہ فرماتے کہ تم پر تقلید واجب ہے جب تک کہ تم شُہود عین شریعت اُولیٰ (یعنی مرتبۂ اِجتہاد) تک نہ پہنچے۔

٢۔ **شیخ عبد الوہاب شعرانی کا اپنا ارشاد ھے**:

فَإِنْ قُلْتَ: فَهَلْ يَجِبُ عَلَى الْمَحْجُوبِ عَنِ الِاطِّلَاعِ عَلَى الْعَيْنِ الْأُولَى لِلشَّرِيعَةِ التَّقْلِيدُ بِمَذْهَبٍ مُعَيَّنٍ؟ فَالْجَوَابُ: نَعَمْ، يَجِبُ عَلَيْهِ ذَلِكَ لِئَلَّا يَضِلَّ فِي نَفْسِهِ وَيُضِلَّ غَيْرَهُ.[88] (میزان کبری، ص ۲۴)

ترجمہ: اگر تم یہ کہو کہ ایسے شخص پر جو درجہ اِجتہاد کو نہ پہنچا ہو۔ مذہبِ عین کی پابندی واجب ہے یا نہیں تو جواب یہ ہے کہ ہاں! اس پر (مذہب معین کی پابندی) واجب ہے تا کہ نہ خود گمراہ ہو، نہ دوسروں کو گمراہ کرے۔

اعتراضات غیر مقلّدین: انکے اکثر اعتراضات لایعنی، فضول اور ڈھکوسلے ہوتے ہیں، اگر کچھ صحیح سوالات ہوتے بھی ہیں تو انکے مفہومات کچھ اور ہوتے ہیں لیکن غیر مقلّد دھوکہ دے کر انہیں اعتراض بنا لیتے ہیں، اسی لیے فقیر پہلے اجمالی پھر تفصیل عرض کریگا۔

اِجمالی جوابات: محض تقلید دو قسم پر ہے: ١۔ مَشروع (جائز) ٢۔ غیر مَشروع (ناجائز)۔

---

86) العرف الشذی، کتاب الحدود، باب ماجاء من شرب الخمر فاجلدوہ، 137/3، دار التراث۔بیروت، الطبعة الاولیٰ 1425ھ

87) المیزان الکبریٰ، مقدمة المؤلف، فصل فی حکم تقید الولی الکامل بقول مجتهد دون آخر، تغیر الاجتهاد القائم علی المصالح بتغیر اسبابه، 191/1، دار التقویٰ۔دمشق، الطبعة الاولیٰ 1443ھ

88) المیزان الکبریٰ، مقدمة المؤلف، ثمرة الاشراف علی عین شریعة الاولیٰ، 148/1، دار التقویٰ۔دمشق، الطبعة الاولیٰ 1443ھ

تقلیدِ مَشروع ایسے مَسائلِ اِجتہادیہ میں ہیں۔ جن میں شرعاً اِجتہاد کا دخل ہے اور انکو ایسے اَئمہ دین نے بطورِ تشریح، قرآن وحدیث سے اِستنباط کیا ہے جو اِجتہاد کے اہل ہیں اور جن کا زُہد و تقویٰ اور صِدق و اخلاص شہرہ آفاق (مشہور) ہے اور جن کا اِجتہاد فی الدین (دینی مسائل میں اجتہاد) اور اِستنباطِ مَسائلِ شرعیہ (شرعی مسائل کا اِستخراج) مُسلَّم ہے، ایسے مسائل میں ہر ہر جزئی کی تفصیل، تحقیق مَعلوم کرنے کے بغیر صرف ان اَئمہ دین کی مجموعی حالت علمی و عملی کو بطورِ تحقیق، اجمالی قابلِ اعتماد سمجھ کر واجب العمل اعتقاد کرنا (ماننا) شرعاً مُستَحسَن (پسندیدہ) بلکہ واجب ہے۔ مقلّدین اسی تقلید کے قائل ہیں۔ خواہ شخصی ہو یا غیر شخصی اور اسکا ثُبوت قرآن وحدیث وتعامُلِ خَیرُ القُرون و قولِ فُقہاو محدّثین وارشاداتِ صوفیۂ عِظام سے روزِ روشن کی طرح ظاہر وباہر ہے. جیسا کہ اَوراقِ سابقہ سے مَعلوم ہوا۔

تقلیدِ غیر مَشروع ایسے امور میں ہے جن میں شرعاً اِجتہاد کا دخل نہیں یا ان کا اِستنباط (استخراج) کرنے والا اِجتہاد کا اہل نہیں یا دیندار نہیں یا مسلمان ہی نہیں۔ پس یہاں مجموعی حالت مخالفِ نُصوص ہے۔ اس لیے اس اجمالاً قسم کی قید قبیح (بری) بلکہ حرام ہے۔ اس تمہید کے بعد تمام شُبہات کا اجمالاً جواب یہ ہے کہ علماءِ اہلِ حدیث کے تمام شُبہات، ایک مغالطۂ باطلہ پر مبنی ہیں۔ وہ یہ کہ مقلّدین کے مقابلہ میں دعوی تو کرتے ہیں۔ تقلیدِ مشروع کے ممنوع ہونے کا ثُبوت دعوی میں دلائل وہ پیش کرتے ہیں جو تقلیدِ غیر مشروع کے رد میں وارِد ہوئے ہیں۔

سوالات وجوابات تفصیلی

سوال: قرآن کریم میں تقلید والوں کی بُرائی بیان فرمائی گئی ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿اتَّخَذُوا أَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللهِ﴾[89] **یعنی** انہوں نے اپنے پادریوں اور جوگیوں کو اللہ کے سوا خدا بنالیا۔

اور فرمایا کہ ﴿وَأَنَّ هٰذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيلِهِ﴾[90]

یعنی اور یہ کہ یہی میرا سیدھا راستہ ہے تو اس پر چلو، اور راہیں نہ چلو کہ تم کو اس راہ سے جدا کر دیں۔

اور ایک دوسری آیت میں یوں ہے: ﴿قَالُوا بَلْ نَتَّبِعُ مَا أَلْفَيْنَا عَلَيْهِ آبَاءَنَا﴾[91]

یعنی تو کہیں گے بلکہ ہم تو اس پر چلیں گے جس پر اپنے باپ دادا کو پایا۔

اِن آیات اور اس قسم کی دوسری آیات سے ثابت ہوتا ہے کہ اماموں کی تقلید حرام اور ناجائز ہے.

جواب: ان مذکورہ بالا اور اس قسم کی دوسری آیاتِ مبارکہ میں تقلیدِ اَئمہ کا ذِکر ہی نہیں اور نہ انکی پیروی سے منع فرمایا گیا ہے کیونکہ اَئمہ مُجتہدین کے پاس جو کچھ ہے، وہ قرآن اور اَحادیث کا خُلاصہ اور نچوڑ ہے۔ یعنی قرآن واَحادیث سے حاصل شدہ بیان ہے کیونکہ اَئمہ اَربعہ نے قرآن وحدیث کے مقابلہ میں اپنی رائے سے اس سے مختلف اور مُعارِض کچھ نہ فرمایا اور یہ کہ اِن آیات میں یا اِن جیسی چند دوسری آیات میں پادریوں اور جوگیوں کی پیروی کرنے اور انکا طریقہ اپنانے سے منع کیا گیا۔ اَئمہ اَربعہ و مجتہدینِ کرام تو اس وقت جب قرآن نازل ہو رہا تھا، تھے بھی نہیں اور حضور علیہ السلام کے ہوتے ہوئے انکی تقلید کون

---

89) سورۃ التوبۃ: الآیۃ 31

90) سورۃ الانعام: الآیۃ 153

91) سورۃ البقرۃ: الآیۃ 170

کرتا۔ لہذا ماننا پڑے گا کہ قرآنِ عظیم میں اس جیسی آیات میں کُفّار اور یہود و نصاریٰ کو، ظاہر ہے (کہ) پادریوں، راہبوں اور جوگیوں کے طریقہ پر چلنے کو منع فرمایا۔

۲۔ بعض آیاتِ مبارکہ میں جو تقلید کی بُرائی بیان فرمائی گئی ہے وہ شریعت کے مقابلہ میں اَن پڑھ باپ، دادوں کے خِلافِ شرع، حرام کاموں، ناجائز باتوں کی تقلید کی بُرائی بیان فرمائی گئی ہے، کیونکہ اُس وقت بلکہ آج تک بعض اَن پڑھ لوگ یہ کہتے ہیں: ہمارے باپ، دادا تو اس طرح کرتے چلے آئے، ہماری سات پُشتوں سے ایسا ہو رہا ہے۔ ہماری برادری یا ہمارے خاندان کا رِواج تو یہ ہے۔ تو اُن جاہل باپ دادوں کی خِلافِ شرع تقلید کی بُرائی بیان کی گئی ہے اور اِن آیات کا ائمہ اَربعہ کی تقلید سے کوئی تعلق نہیں کیونکہ اَئمہ مُجتہدین کے اَقوال و اِرشادات میں قرآن و اَحادیث ہی کی ترجُمانی ہے اور قرآن و حدیث کے خِلاف نہیں ہے۔

الزامی جواب: علمِ حدیث میں بھی تقلید کرتے ہو مثلاً اَسماء الرِّجال ہی میں دیکھ لیجئے، مختلف راویانِ کرام تَسَلسُل سے اَحادیث بیان فرماتے ہیں: اس نے اس سے بیان کی، اُس نے اس سے بیان کی، اُس نے اس سے بیان کی، اس نے اس سے کہا، اس نے اس سے کہا اور سب مانتے چلے گئے۔ یہ تقلید نہیں تو اور کیا ہے۔ اپنے سے پہلے راوی کی تقلید میں اَحادیث کو مان رہے ہیں۔ براہِ راست تو صحابۂ کرام رضی اللہ عنہ کے بعد کسی بھی راوی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی حدیث سُنی نہیں اب ان راویوں کی تقلید میں حدیث کو حدیث نہیں مانو گے تو اہلحدیث کیسے کہلاؤ گے؟ اور پھر تم یہ جو کہتے ہو کہ یہ حدیث ضعیف ہے، وہ حدیث ضعیف ہے، فُلاں حدیث ضعیف ہے، فُلاں راوی ضعیف ہے، وہ راوی ضعیف ہے، یہ راوی ضعیف ہے۔ غیر مقلّدین یہ کس بنیاد پر کہتے ہیں؟ کیا انکو اِلہام ہوتا ہے؟ تمہیں یہی کہنا پڑتا ہے کہ فُلاں مُحدِّث نے کہا ہے: یہ حدیث ضعیف ہے، فُلاں محدِّث نے لکھا ہے: وہ حدیث ہے۔ امام بخاری نے کہا ہے حدیث کا فُلاں راوی ضعیف ہے، امام ترمذی یا امام نسائی یا امام مسلم نے لکھا ہے: اس حدیث میں فُلاں راوی ضعیف ہے، فُلاں محدّث نے لکھا ہے: فلاں حدیث ضعیف ہے۔ فُلاں راوی ضعیف ہے، وغیرہ وغیرہ۔

جوابِ تحقیق: بزرگانِ دین، اَئمہ مُجتہدین کی تقلید جو عام مسلمانوں میں شروعِ اسلام سے رائج ہے، کسی آیت یا حدیث میں اس سے منع نہیں کیا گیا۔ جا بَجا اسکا حکم دیا گیا ہے۔ کیونکہ اَئمہ مُجتہدین، علمِ شریعت و طریقت کے جامِع اور ہادی و مَہدی اور ان کی تقلید سے اصل، مقصدِ خدا اور رسول کی اِتّباع کرنا ہے۔ وَالْعَامِيُّ اِنَّمَا اتَّبَعَ المجتَهَدَ مِنْ جِهَةِ تَوَجَّههه إِلَى صَوبِ الْعِلْمِ الحاكم (الاعتصام، ص ۲۵۲، ج ۳)

ترجمہ: مجتہد کی اِتّباع عامی اس لیے کرتا ہے کہ وہ اسکے واسطہ سے علم حاکم (قرآن و حدیث) کی طرف متوجّہ ہو جاتا ہے۔[92]

فَعَلَى كُلِّ تَقْدِيرٍ لَا يَتَّبِعُ أَحَدٌ مِنَ الْعُلَمَا إِلَّا مِنْ حَيْثُ هُوَ مُتَوَجِهُ نَحْوَ الشَّيْعَةِ قَائِدُ بِحُجَّتِهَا[93] (الاعتصام، ص ۵۳، ج ۳۳)

ترجمہ: ہر مجتہد عالم کی اسی لیے تقلید کی جاتی ہے کہ وہ شرعی دلائل کے ساتھ شریعت کی طرف متوجہ ہو رہا ہے۔

وَلَيْسَ مُحَلَّهُ فِيمَنْ لَا يَدِينُ إِلَّا لِقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَا يَعْتَقِلُ حَلالاً إِلَّا مَا اَحِل اللهُ وَرَسُولَهُ وَلَا حَرَامًا إِلَّا مَا حَرَّمَهُ اللهُ وَ رَسُولُهُ وَلَكِنْ لَّا لَهُ يَكُن لَهُ عِلْمٌ بِمَا قَالَهُ النبي صلى الله عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلا بِطَرِيقِ الْجُمْعِ بَيْنَ الْمُخْتَلِفَاتِ مِنْ كَلَامِهِ وَلَا بِطَرِيقِ

---

92) الاعتصام. الباب العاشر. فصل اتباع الهوى. 859/2. دار ابن عفان۔ السعودية. الطبعة الاولىٰ 1412ھ

93) الاعتصام. الباب العاشر. فصل اتباع الهوى. 860/2. دار ابن عفان۔ السعودية. الطبعة الاولىٰ 1412ھ

الأَسْبَاطِ مِنْ كَلامِهِ اتَّبَعَ عَالِمًا رَاشِدًا عَلَى اللهُ مُصِيبٌ فِيمَا يَقُولُ وَيُفْتِي ظَاهِرًا مُتَّبِعُ سُنَّةَ رَسُولِ الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم فَإِنْ خَالَفَ مَا يَقُتُهُ أَفْلَعَ مِنْ سَاعَتِهِ مِنْ غَيْرِ جِدَالٍ وَلَا إِحْرَارٍ فَهَذَا كَيْفَ يُنْكِرُ أَحَلاً مَعَ أَنَّ الْاسْتِفْتَا وَالافْتَاءِ لَمْ يَزَلْ بَيْنَ الْمُسْلِمِينَ مِنْ عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا فَرَّقَ بَيْنَ أَن يَسْتَفْتِي هذا حَائِمًا أَوْ يَسْتَقِي هَذَا حِيْنًا وَ ذَالِكَ حِيْنًا بَعْدَ أَنْ يَكُونَ يَجْمَعًا عَلَى مَا ذَكَرَ فَاهُ [94](حجۃ اللہ البالغہ مطبوعہ مصر، ص ۱۲۴)

ترجمہ: شاہ ولی اللہ صاحب لکھتے ہیں: تقلید اس شخص کے حق میں ممنوع نہیں، جس کا مقصود قولِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کرنا ہو اور وہ اللہ ورسول کی حلال کردہ چیز کو حلال اور حرام کردہ کو حرام اِعتقاد کرتا ہو لیکن جب اس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اِرشادات کا پورا علم ہوا اور جمع بین المختلفات کا طریق معلوم نہیں اور نہ آپکے کلام سے اِستنباطِ اَحکام پر قدرت ہے تو(ایسی صورت میں) اس نے کسی دینی پیشوا کی بایں خیال پیروی کرلی کہ یہ اپنے قول وفتوی میں ظاہراً مُصیب(درست) ہے اور متّبعِ سنّتِ نَبَوِیّہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم(سنتِ رسول ﷺ کی پیروی کرنے والے) ہے(ہاں یہ بھی خیال رہے) کہ اگر کسی وقت اس کو مخالفِ سنّتِ نَبَوِیّہ پایا تو فوراً چھوڑ دونگا تو ایسی تقلید کا کون انکار کر سکتا ہے۔ باوجودیکہ عہدِ نَبَوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اہلِ اسلام میں اس قسم کی تقلیدی اِستِفتاء(فتوی طلب کرنے) واِفتاء(فتوی دینے کا) کا سلسلہ چلا جاتا ہے اور اس میں تقلیدِ شخصی اور غیر شخصی کا کوئی فرق نہیں(جواز میں دونوں برابر ہیں۔)۔

سوال: قرآن مجید میں ہے: اتَّخَذُوا أَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ ارْبَابًا مِنْ دُونِ اللهِ(سورۃ توبہ، پ۱۰)[**ترجمہ**: ٹھہراتے ہیں اپنے عُلَما اور درویشوں کو خدا، اللہ کو چھوڑ کر۔]اس آیت کے تحت، امام فخر الدین رازی، تفسیر کبیر، مطبوعہ مصر کے ص ۴۲۴، ج ۴ میں لکھتے ہیں:

الْأَكْثَرُونَ مِنَ الْمُفَسِرِينَ قَالُوا لَيْسَ الْمُرَادُ مِنَ الأَرْبَابِ أَنَّهُمُ اعْتَقَدُوا فِيهِم أَنَّهُمُ الهَهُ الْعَالَمِ بَلِ الْمُرَادُ أَنَّهُمُ أَطَاعُوهُمْ فِي أَوَامِرهم وكوا هيهم نُقِلَ أَنَّ عَدى بن حَاتِم كانَ نَصْرَانِيًّا فَانتَهَى إِلَى رَسُولِ الله صَلَّى الله عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَقْرَءُ سُورَةُ بَرَاءة فَوَصَلَ إِلَى هَذِهِ الْآيَةِ قَالَ فَقُلْتُ لَسْنَا نَعْبُدُ هُو فَقَالَ الَيْسَ يُحَرِّمُونَ مَا أَحَلَّ الله فَتُحَرِّمُونَهُ وَ يُحِلُونَ مَا حَرَّمَ اللهُ فَتَسْتَحِلُونَهُ فقُلتُ عَلَى فَتِلْكَ عَبَادَتُهُمْ . [95]

اس سے یہ مَعلوم ہوا کہ کسی پیشوا کے امر و نہی کی اِطاعت کرنا شرک ہے۔ لہذا تقلیدِ اَئمۂ مجتہدین شرک ہوئی۔

جواب: یہود و نصاری کے اَحبار، رہبان محض اپنی رائے سے اَحکامِ الٰہی کے خلاف امر و نہی کیا کرتے اور لوگ انہی کو مطاعِ مطلق جانتے تھے۔ اس لیے ایسی اِطاعت کو شرک کہا گیا اور اَئمۂ مجتہدین کے مَسائلِ اِجتہاد یہ قرآن وحدیث کی مراد کے لیے مظہر ہوا کرتے ہیں اور انکا اِجتہاد قرآن و حدیث سے

---

94) حجة الله البالغة، باب حكاية الناس قبل المائة الرابعة و بعدها، 1/265، دار الجيل-بيروت، الطبعة الاولى 1426ھ

95) ترجمہ: اکثر مفسرین نے کہا ہے: یہ مراد نہیں کہ انہوں نے ان (علماء و راہبوں) کے بارے میں یہ عقیدہ رکھا ہو کہ وہ تمام جہانوں کے معبود (خالق) ہیں، بلکہ مراد یہ ہے کہ انہوں نے ان کی اطاعت کی ان کے احکام اور ممانعتوں میں۔ اور یہ روایت نقل کی گئی ہے کہ عدی بن حاتم نصرانی (عیسائی) تھے، پس وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے جبکہ آپ ﷺ سورہ براءت (توبہ) کی تلاوت فرما رہے تھے۔ جب آپ ﷺ اس آیت پر پہنچے: "انہوں نے اپنے علماء اور راہبوں کو اللہ کے سوا رب بنا لیا" تو عدی نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم ان کی عبادت تو نہیں کرتے تھے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: کیا وہ (تمہارے علماء) حرام نہیں کر دیتے تھے اس چیز کو جسے اللہ نے حلال کیا؟ اور تم بھی اسے حرام مان لیتے تھے؟ اور کیا وہ حلال نہیں کر دیتے تھے اس چیز کو جسے اللہ نے حرام کیا؟ اور تم بھی اسے حلال مان لیتے تھے؟ عدی نے کہا: کیوں نہیں، (ایسا کرتے تھے)۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بس یہی ان کی عبادت تھی۔ ط۔ ضیائی

مُستَنبَط (استخراج شُدہ) ہوا کرتا ہے۔ اس لیے انکا امر و نواہی (نہی) از خود (اپنے سے) نہیں ہوتا اور نہ انکو مُطاعِ مطلق سمجھ کر انکی پیروی کی جاتی ہے بلکہ انکو خدا و رسول کی اِطاعت کا واسطہ سمجھا جاتا۔ لہذا تقلیدِ اَئمہ مُجتہدین کی مخالفت اس آیت سے ہر گز نہیں نکلتی۔

چنانچہ مولانا عبد الحی لکھنوی اس اِستدلال کو نقل کر کے لکھتے ہیں:

قَدْ ضَلَّ مَنِ اسْتَشْهَدَ بِالْآيَةِ الْمَذْكُورَةِ وَ الحَدِيث المذكور والعِبَارَةِ المَسْطُورَةِ وَ نَحْوِهَاالْوَاقِعِ مِنْ أَجِلَّةِ الْعُلَمَا عَلَى ابْطَالِ مُطلَقَ التَّقْلِيدِ وَحَكَمَ بِكَونِهِ شَيْكًا وَضَلَالَةٌ قَيدُ عَدَّ مِنْ غَيْرِ فَوْق بَيْنَ التَّقْلِيدِ الجَامِدِ الكَاسِلِ وَبَيْنَالتقليد المُرْغُوبِ المَنْكُوبِ . (غیب الغمام، ص۹)

خلاصہ ترجمہ: یعنی جس شخص نے کہا کہ مطلق تقلید باطل اور شرک اور ضلالت اور بدعت اور دلیل میں آیتِ مذکورہ اور عبارتِ مَسطورہ (لکھی ہوئی عبارت) کو پیش کیا وہ شخص گمرہ ہے کیونکہ اس نے تقلیدِ فاسد اور تقلیدِ مُستَحسن (اچھی تقلید) میں فرق نہیں کیا۔

سوال: حدیث میں ہے: عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "تَرَكْتُ فِيكُمْ أَمْرَيْنِ، لَنْ تَضِلُّوا مَا تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا: كِتَابَ اللهِ وَسُنَّةَ نَبِيِّهِ". (رواه الى المؤطا)[96] (مشکوۃ، باب الاعتصام، ص۳۱)

ترجمہ: امام مالک موطا میں مُرسَل[97] روایت میں فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے تم میں دو چیزیں چھوڑی ہیں جب تک تم ان پر عمل کروگے ہر گز گمراہ نہیں ہوگے۔ ایک اللہ کی کتاب اور دوسرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنّت۔

(ف) اس حدیث میں کتاب اللہ اور حدیثِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قابلِ عمل ہونا اور گمراہی سے بچاؤ کا ذریعہ ہونا، اس امر کی دلیل ہے کہ دونوں کے سوا کسی امام کی مَسائلِ اِجتہاد میں تقلید کرنا جائز نہیں.

جواب: اللہ مجتہدین مسائل اِجتہادیہ کو قرآن و حدیث ہی سے مستنبط کرتے ہیں اور انہی کی تشریح کیا کرتے ہیں، پھر ایسے مسائل کو تقلید قبول کرنا عین قرآن و حدیث کی اِتّباع ہے اس لیے کہ قرآن و حدیث سے مراد عام ہے کہ اسکے مسائل ظاہرہ ہوں یا اجتہادیہ.

سوال: عَنْ جَابِرٍ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنُسْخَةٍ مِنَ التَّوْرَاةِ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَذِهِ النُّسْخَةُ مِنَ التَّوْرَاةِ، فَسَكَتَ إِلَى أَنْ قَالَ: فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَوْ بَدَا لَكُمْ مُوسَى فَاتَّبَعْتُمُوهُ وَتَرَكْتُمُونِي لَضَلَلْتُمْ عَنْ سَوَاءِ السَّبِيلِ.[98] (رواہ الدارمی، مشکواۃ، ص۳۲)

ترجمہ: حضرت جابر سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ایک نسخہ تورات کا لیکر آئے اور عرض کیا کہ اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ! یہ تورات کا نسخہ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وسلم خاموش رہے۔ انہوں نے پڑھنا شروع کیا۔ آپ کے چہرہ مبارک پر ناراضگی کے آثار نمایاں ہونے

---

96) مشکاۃ المصابیح، کتاب الایمان، باب الاعتصام، الفصل الثالث، 66/1، الحدیث 186، المکتب الاسلامی۔ بیروت، الطبعۃ الثالثۃ، 1985م

97) مرسل: وہ حدیث جس میں تابعی (صحابی کے بعد آنے والا شخص) نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے براہِ راست روایت کرے، صحابی کا ذکر نہ کرے۔ ط۔ ضیائی

98) مشکاۃ المصابیح، کتاب الایمان، باب الاعتصام، الفصل الثالث، 68/1، الحدیث 194، المکتب الاسلامی۔ بیروت، الطبعۃ الثالثۃ، 1985م

شروع ہوگئے۔(اس حدیث کے آخر میں ہے کہ) حضور پُر نور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی کہ محمد ﷺ کی جان اسکے قبضہ میں ہے اگر تمہارے لیے حضرت موسی علیہ السلام ظاہر ہو جائیں اور تم مجھ کو چھوڑ کر انکی پیروی کرنے لگو تو تم سیدھے راستے سے گمراہ ہو جاؤ گے۔

(ف) اس حدیث سے مَعلوم ہوتا ہے کہ جب حضور پُر نور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا طریقہ چھوڑ کر حضرت موسیٰ علیہ السلام جیسے جلیل القدر پیغمبر کی تقلید جائز نہیں تو کسی امام اور مجتہد کی تقلید کس طرح جائز ہو سکتی ہے۔

جواب: حضرت موسی علیہ السلام، صاحبِ شریعتِ مستقلہ پیغمبر ہیں۔ حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعتِ موسویّہ کے لیے ناسخ ہے۔ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں موسیٰ علیہ السلام کی اِتّباع کی جاتی تو مسائلِ منسوخہ میں بھی اِتّباع ہوتی، جو حضور صلی اللہ علیہ سلم کی شریعت کے انکار کو مُستلزم(لازم) ہوتا اور یہ صریح کفر ہے۔ اسی واسطے وَتَرَكْتُمُونِي(اور تم مجھ کو چھوڑ دیتے) فرمایا: اَئمہ مجتہدین کی تقلید میں عین اِتّباعِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اس لیے کہ وہ حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے امتی، فرمانبردار، قرآن وحدیث پر عمل کرنے والے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اِتّباع ہی کی غرض سے مسائلِ اِجتہادیّہ کا اِستنباط کرنے والے ہیں۔ هَذَا مِنْ ذَالِكَ .

سوال: عہدِ صحابہ کرام و تابعین رضی اللہ عنہم میں تقلید کا وُجود نہ تھا۔ لہذا تقلید بدعت ہوئی، نیز صحابہ کرام افضل الامت ہیں۔ اَئمہ اَربعہ ان سے مفضول (فضیلت میں کم ہیں)۔ اگر تقلید جائز ہوتی تو بجائے صحابہ کرام کے اَئمہ اَربعہ کی تقلید آج رائج نہ ہوتی۔

جواب: فقیر سابق اوراق میں صحابہ کرام و تابعین رضی اللہ عنہم سے زمانہ خَیرُ القُرون میں تقلید کا پایا جانا ثابت کر چکا ہے کہ وہ ایک دوسرے کی تقلید کرتے تھے۔

چنانچہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب لکھتے ہیں: وَرُدَّ بِأَنَّ اعْتِقَادَ أَفْضَلِيَّةِ الْإِمَامِ عَلَى سَائِرِ الْأَئِمَّةِ مُخْتَلَفٌ غَيْرُ لَازِمٍ فِي صِحَّةِ التَّقْلِيدِ إِجْمَاعًا، لِأَنَّ الصَّحَابَةَ وَالتَّابِعِينَ كَانُوا يَعْتَقِدُونَ أَنَّ خَيْرَ هَذِهِ الْأُمَّةِ أَبُو بَكْرٍ ثُمَّ عُمَرُ، وَكَانُوا يُقَلِّدُونَ فِي كَثِيرٍ مِنَ الْمَسَائِلِ بِخِلَافِ قَوْلِهِمَا، وَلَمْ يُنْكِرْ عَلَى ذَلِكَ أَحَدٌ، فَكَانَ إِجْمَاعًا عَلَى مَا قُلْنَاهُ.[99] (عقد الجید، ص ۷۲)

ترجمہ: پہلی بات اس طرح رد کی گئی ہے کہ تقلید کے صحیح ہونے میں بالِاجماع یہ اعتقاد رکھنا ضروری نہیں کہ (میرا) امام باقی سب اَئمہ پر مطلقاً فضیلت رکھتا ہے۔ اس لیے کہ صحابہ کرام و تابعین رضی اللہ عنہم یہ (اعتقاد) رکھتے تھے کہ تمام امّت میں سے افضل حضرت ابو بکر ہیں پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما حالانکہ بہت سے مَسائل (اختلافیہ) میں ان دونوں حضرات کے مخالِف دوسرے صاحبوں کی تقلید کیا کرتے تھے اور کسی نے ان پر انکار نہیں کیا۔ لہذا یہ مسئلہ اِجماعی ہوا۔

جواب: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تقلید اس لیے ترک نہیں کی گئی کہ وہ افضل الامّت نہیں۔ توبہ توبہ بلکہ اس لیے ترک کی گئی ہے کہ ان کے سب مسائل مُجْتَهَد فيها (وہ مسائل جن میں اجتہاد کیا گیا) مُدوَّن نہیں ہیں اور مفصّل طور پر ہم تک پہنچے نہیں۔ بخلاف اَئمہ اَربعہ کے کہ ان کے سب مسائل مُدوّن ہیں اور بوجہ مُیسّر آسکنے کے ان پر عمل کرنا ہم کو آسان ہے۔

---

99) عقد الجيد، فصل في المتبحر في الْمَذْهَب، ص 24، المطبعة السلفية۔ القاهرة

سوال: ائمہ مجتہدین خود اپنی تقلید سے منع کیا کرتے تھے پھر انکی تقلید کیسے جائز ہو گی۔ اسی طرح بہت سے فقہا بھی۔

جواب: یہ کہنا کہ ائمہ مجتہدین تقلید سے منع کیا کرتے تھے۔ غلط ہے اس لیے کہ ائمہ لوگوں کو جو فتوی دیا کرتے تھے۔ وہ اکثر دلائل اور بیانِ ماخذ سے خالی ہوا کرتے تھے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ تقلید کو عملی طور پر جائز رکھا کرتے تھے۔ فقہاء سے بھی اسی طرح عملاً تقلید کا ثبوت ہے۔

جواب ۲: ائمہ مجتہدین نے تقلید سے جہاں منع کیا ہے، وہ ان لوگوں کو منع کیا ہے جو خود درجۂ اجتہاد تک پہنچے ہوئے تھے۔ امام شعرانی فرماتے ہیں:

وَهُوَ مَحْمُولٌ عَلَى مَنْ لَهُ قُدْرَةٌ عَلَى اسْتِنْبَاطِ الْأَحْكَامِ مِنَ الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ، وَإِلَّا فَقَدْ صَرَّحَ الْعُلَمَاءُ بِأَنَّ التَّقْلِيدَ وَاجِبٌ عَلَى الْعَامِّيِّ لِئَلَّا يَضِلَّ فِي دِينِهِ، وَاللهُ أَعْلَمُ. (100)

ترجمہ: تقلید کی ممانعت اس شخص کے لیے ہے، جو پورا مجتہد ہو، ورنہ علماء کرام تصریح کرتے ہیں کہ غیر مجتہد پر تقلید واجب ہے تاکہ وہ اپنے دین میں گمراہ نہ ہو جائے۔ اور فقہاء کرام نے بھی تقلیدِ مذموم (بُری تقلید) سے منع کیا ہے، نہ کہ محمود (اچھی تقلید) سے۔

اور فرمایا: وَهُوَ مَحْمُولٌ عَلَى مَنْ أُعْطِيَ قُوَّةَ الِاجْتِهَادِ، أَمَّا الضَّعِيفُ فَيَجِبُ عَلَيْهِ التَّقْلِيدُ لِأَحَدٍ مِنَ الْأَئِمَّةِ، وَإِلَّا هَلَكَ وَضَلَّ. (101)

(الیواقیت الجواہر، ص۹۶، ج۲)

ترجمہ: یہ مجتہد کے لیے ہے اور غیر مجتہد پر ایک امام کی تقلید واجب ہے، ورنہ برباد اور گمراہ ہو جائیگا۔

ساتواں شبہ: سوال: مولانا رومی رحمہ اللہ تعالیٰ مَثْنَوِی معنوی میں کئی جگہ تقلید کی مذمّت فرماتے ہیں۔ چنانچہ ایک جگہ لکھتے ہیں:

مرمرا تقلید شاں برباد داد ۔۔۔ کہ دو صد لعنت براں تقلید باد (102)

(۲) شیخ سعدی بوستان کے بابِ ہشتم (باب نمبر ۸) میں لکھتے ہیں

عبادت تقلید گمراهی است ۔۔۔ خنک رہروے را کہ آگاہی است (103)

جواب: ہم پہلے بتلا چکے ہیں کہ تقلید دو قسم پر ہے، مشروع و غیر مشروع مولانا نے شعر مذکورہ میں تقلیدِ غیر شروع کا ذکر کیا ہے اس لیے تقلید کو لفظ "شاں" سے مُقیّد کیا ہے اور مُطلق نہیں بیان کیا۔ تفصیل اسکی یہ ہے کہ اس شعر سے پہلے ایک صوفی کا قصّہ ہے جو کہ نااہلوں کی تقلید میں خر برفت و خر برفت (گدھا گیا، اور گدھا ہی گیا۔) کہتا رہا تھا اور پھر پچھتایا تھا۔ تو اسکے متعلّق مولانا فرماتے ہیں کہ ایسی تقلید یعنی نااہلوں کی جو غافل عن الحق (اللہ تعالیٰ سے بے خبر) ہیں۔ اسی طرح جو لوگ گمراہ ہیں ان کی تقلید بھی رہی ہے۔

نوٹ: مولانا رومی قُدِّسَ سِرّہُ کی مَثْنَوِی کے اَشعار سے اِعتراضات کی تفصیل و تحقیق فقیر کی تصنیف "شرح مَثْنَوِی المعروف بہ صدائے نوی" کا مطالعہ فرمایئے نیز شیخ سعدی رحمہ اللہ تعالیٰ کے شعر کا مطلب بھی وہی ہے جو مولانا رومی قُدِّسَ سِرّہُ کے شعر کا مطلب ہے۔

---

100) الميزان الكبرى الشعرانية، فصل فيما نقل عن الإمام أحمد من ذمه الرأي وتقييده بالكتاب والسنة، 1/76، دار الكتب العلمية بيروت، 2018م

101) اليواقيت والجواهر في بيان عقائد الأكابر، المبحث التاسع والأربعون في بيان أن جميع الأئمة المجتهدين على هدى من ربهم من حيث وجوب العمل بكل ما أدى إليه اجتهادهم وإثبات الأجر لهم من الشارع وإن أخطأوا، 1/359، دار الكتب العلمية بيروت، 2007م

102) مجھے تو ان (لوگوں) کی تقلید نے برباد کر دیا اور ایسی تقلید پر دو سو لعنت ہو۔ ط۔ ضیائی

103) اندھی تقلید میں کی جانے والی عبادت گمراہی ہے خوش نصیب ہے وہ راہرو (مسافرِ راہِ حق) جسے آگاہی حاصل ہے۔ ط۔ ضیائی

سوال: اللہ تعالیٰ نے فرمایا: إِنِ الْحُكْمُ إِلَّا لِلّٰهِ[104] (نہیں ہے حکم مگر اللہ کا) تقلید میں غیر خدا، ائمہ اربعہ کو حکم بنانا ہے اور یہ شرک ہے، لہذا تقلیدِ ائمہ شرک ہے اور مقلّد مُشرِک ہیں۔

جوابِ الزامی: جب تقلید شرک ہوئی اور مَعاذ اللہ مقلّدین مُشرِک ہوئے تو مذکورہ بالا ائمہ اَحادیث و اَصحابِ اَحادیث یعنی اَحادیث مبارکہ کی کتابیں مُرتّب کرنے والے امام بخاری، امام مسلم، امام ترمذی، امام نسائی، امام ابن ماجہ، امام ابو داؤد، امام بیہقی و امام دارمی وغیرہ جو مقلّدِ یا مقلّدوں کے شاگرد ہیں وہ سب معاذ اللہ مُشرِک ہوئے اور اُصولاً جب اَحادیث کی کسی روایت میں ایک فاسق راوی آجائے تو روایت یا حدیث، ضعیف یا موضوع ہو جاتی ہے جس روایت میں کوئی مقلّد آگیا، حنفی، شافعی، حنبلی یا مالکی آگیا تو تمہارے اُصول پر مُشرِک آگیا اور اَحادیث کی روایت میں مقلّدِ مُشرِک آنے سے کوئی بھی حدیث صحیح نہ رہی اور صحیح تو کیا ضعیف و موضوع بھی نہ رہی کیونکہ حدیث ضعیف یا موضوع تو راوی کے فاسق ہونے سے ہوتی ہے مُشرِک راویوں کے روایات، اَحادیث شامل ہونے سے اَحادیث مبارکہ کا وُجود ہی ختم ماننا پڑے گا اور یہ کہنا پڑے گا آج دنیا میں کوئی ایک حدیث بھی قابلِ عمل و قابلِ اعتماد نہیں ہے۔ حدیث کا وُجود صرف ائمۂ اربعہ کے زمانۂ تقلید سے پہلے تھا، تو پھر کس منہ سے یہ لوگ صحیح بخاری، مسلم، ترمذی شریف، نسائی شریف، ابو داؤد، ابن ماجہ شریف وغیرہ کا نام لیتے ہیں۔ جبکہ یہ حضرات بلکہ جُملہ محدّثین، مقلّد تھے۔ دیکھئے فقیر کا رسالہ "تردید الغیر المقلّدین في تقلید ائمۃ المحدثین"۔

تحقیقی جواب: آیتِ مذکورہ میں حکمِ حقیقی مراد ہے یعنی حکم صرف اللہ تعالیٰ کا ہے پھر اس کے اِذن و عطاء سے اسکے بندے اور مخلوق کا۔ چنانچہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَإِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوا حَكَمًا مِّنْ أَهْلِهِ وَحَكَمًا مِّنْ أَهْلِهَا إِنْ يُرِيدَا إِصْلَاحًا يُوَفِّقِ اللَّهُ بَيْنَهُمَا ۗ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا خَبِيرًا[105]

(پ۵، النساء:۳۵)

ترجمہ: اور اگر تم کو میاں بی بی کے جھگڑے کا خوف ہو تو ایک پنچ مرد والوں کی طرف سے بھیجو اور ایک پنچ عورت والوں کی طرف سے۔ یہ دونوں اگر صلح کرانا چاہیں گے تو اللہ ان میں میل کر دے گا۔ بیشک اللہ جاننے والا خبر دار ہے۔ (کنز الایمان)

خود حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قریظہ کے معاملہ میں حضرت سعد رضی اللہ عنہ حکم بنایا تھا۔

سیدنا علی المرتضی، سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہما نے غزوۂ صِفّین میں حکم مقرر کئے۔ اس واقعہ کے بعد خوارِج نے یہی آیت پڑھ کر دونوں بزرگوں کو شرک کا فتویٰ لگا کر، ان دونوں سے علیحدہ ہو گئے۔

لطیفہ: مقلّدین اور جُملہ (تمام) اہلِ سنّت کو غیر مقلّدین اس آیت کی وجہ سے مُشرِک کہتے، سمجھتے ہیں۔ یہ انہیں خوارِج سے وراثت میں ملی ہے، اس لیے ہم کہتے ہیں کہ غیر مقلّدین اور بعض مقلّدین (دیوبندی، نجدی) خوارِج کی شاخ ہیں۔

ہیں پُرانے شکاری لیئے پھرتے ہیں جال نئے نئے

تفصیل دیکھئے فقیر کی کتاب "اِبلیس تا دیوبند"۔

---

104) سورۃ الانعام: الآیۃ 57

105) سورۃ النساء: الآیۃ 35

تقلیدِ شخصی: اسی نام کا(تقلیدِ شخصی) مستقل رسالہ فقیر نے تصنیف کیا ہے۔ یہاں مختصر سا بیان حاضر ہے۔ یاد رہے کہ اسکی(تقلید کی) بنیاد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خود رکھی جسکی مثالیں گزری ہیں۔ تابعین، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کسی ایک کے مقلّدِ بَن جاتے۔ چنانچہ شاہ ولی اللہ نے فرمایا کہ

ذَلِكَ صَارَ لِكُلِّ عَالِمٍ مِنْ عُلَمَاءِ التَّابِعِينَ مَذَاهِبُ عَلَى حِيَالِهِ فِي كُلِّ بَلَدٍ أَمَّا هُوَ.[106]

ترجمہ: اس سے علمائے تابعین میں ہر ایک کا، ایک علیحدہ مذہَب مقرر ہو گیا اور ہر شہر میں صاحبِ مذہب امام پایا جاتا تھا۔

اسکی وجہ وہی کرتی ہے کہ تقلید، اِتّباع و پیروی کا دوسرا نام ہے لیکن چونکہ اُن ائمہ کے پیروکار نہ رہے، اسی لیے وہ شہرت پذیر نہ ہو سکے اور ان چاروں ائمہ کے پیروکار عالَمِ اسلام میں چار سُو پھیلے اور تاحال سلسلہ غیر منقطع(جاری) ہے۔ اسی لیے ان چاروں کی تقلید ضروری ہے۔

بار بار عرض کیا جا چکا ہے کہ تقلید قرآن وحدیث فہمی(سمجھنے) کے لیے کسی امام پر اعتماد کر کے اسکی اِتّباع و پیروی کرنے کا نام ہے۔ الحمدللہ! ہم قرآن وحدیث کو ہی اپنا مَطْمَحِ نظر سمجھتے ہیں جو مسئلہ قرآن مجید میں صراحۃً ہے۔ اس کے بعد حدیث کو اسکی(قرآن مجید کی) تفسیر کی حیثیت سے ماننا ہے، جو مسئلہ اَحادیثِ صحیحہ میں ہے اس پر کسی امام کا قول، قابلِ قبول نہیں۔ اسی لیے امام اَعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

إِذَا رُوِيَ لَكُمْ عَنِّي حَدِيثٌ فَاعْرِضُوهُ عَلَى كِتَابِ اللهِ، فَإِنْ وَافَقَهُ فَاقْبَلُوهُ، وَإِنْ خَالَفَهُ فَرُدُّوهُ.[107]

ترجمہ: جب تمہیں مجھ سے کوئی بات پہنچے تو اسے قرآن کے سامنے لاؤ۔ اگر مُوافق ہو قبول کر لو، ورنہ رد کر دو۔

اس معنی پر قرآن وحدیث کو سمجھنے کے لیے ائمہ کا سہارا لیا گیا، اس لیے کہ ان حضرات نے اپنی زندگی قرآن وحدیث سمجھنے پر قربان کر ڈالی جیسا کہ ان حضرات کے حالات سے ثابت ہے.

قرآن وحدیث فہمی کیلئے علم وعقل چاہئے: ہم ائمہ کا دامن قرآن وحدیث فہمی(سمجھنے) کے لیے پکڑتے ہیں کیونکہ اُن کے اَسبابِ نُزول ووُرود (نازل ہونے اور بیان ہونے کے اسباب) اور ناسخ ومنسوخ(نئے حکم کے ذریعہ پُرانے حکم کو بدلنے) و دیگر تحقیقات کے لیے مردان خدا کی ضرورت ہے پھر مُحاورہ جات کا معاملہ بڑا سنگین امر ہے۔ فقیر مختصر بحث عرض کرتا ہے۔

عربی مُحاورے: عربی جامع زبان ہے، اسے أُمُّ الْأَلْسِنَةِ.(تمام زبانوں کی ماں) کہا جاتا ہے، اسکے ایک ایک لفظ کے کئی مَعانی ہوتے ہیں، اسکے ایک چھوٹے سے جملے میں مَعانی و مَطالب کی اس قدر بہتات(کثرت) ہوتی ہے کہ دریا کُوزہ بند کی مثال اس پر سو فیصد صحیح ثابت ہوتی ہے۔

عربی زبان میں بعض اَلفاظ مُشتَرک(متعدد معانی والے الفاظ) بھی ہوتے ہیں۔ اسی لیے عام آدمی جگہ جگہ پر ہزاروں ٹھوکریں کھاتا ہے۔

اردو مُحاورے: عربی تو بہت بُلند پایہ زبان ہے، ایک مَعمولی اردو زبان جسے ہم اپنی ہمزاد بولی کہیں تو بعید از قیاس نہیں لیکن اسکے مُحاورے بھی دماغ چکرا دیتے ہیں، بلکہ بہت سے بیوقوف اردو کے شُعراء کے کلام سمجھنے میں بھی بڑی طرح مار کھا جاتے ہیں۔

شکایت: ایک بیوقوف نے کہا کہ لوگ علامہ اقبال مرحوم کے کلام کو دقیق سمجھتے ہیں حالانکہ وہ بہت ہی آسان اور جس طرح میں نے اسے سمجھا ہے ممکن ہے کسی کو نصیب نہ ہوا ہو۔ مثال کے طور پر ایک شعر پڑھا

---

106) حجة الله البالغة، بَاب أَسبَاب اخْتِلَاف الصَّحَابَة وَالتَّابِعِينَ فِي الْفُرُوع، 243/1، دار الجيل۔ بيروت، الطبعة الاولیٰ 1426ھ

107) فواتح الرحموت بشرح مسلم الثبوت، المقالة الثالثة في المبادىء اللغوية، 365/1، دار الكتب العلمية۔ بيروت، الطبعة الاولیٰ 1423ھ/2002م

خودی کو کر بلند اتنا کہ ہر تقدیر سے پہلے　　خدا بندے سے خود پوچھے بتا تیری رضا کیا ہے

شرح: بندہ جب ترقی کر کے عرشِ مُعلّٰی تک پہنچ جاتا ہے تو اسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یہاں سخت سردی پڑتی ہے کیا تیرے پاس رضائی ہے کہ نہیں۔

کچھ اس طرح کا اِجتہاد غیر مقلّدِین کے بعض مجتہد کرتے ہیں، اسکی مثالیں آئیں گی۔

اردو مُحاورہ کی چند مثالیں:

۱-ایک مُحاورہ کا جملہ ہے "میں تمہاری چھاتی پر مونگ دلوں گا" اس کا لفظی معنی تو یہ ہے کہ میں تمہیں لٹا کر تمہاری چھاتی پر مونگ رکھ کر اسکی دال بنادوں گا۔ مگر کیا مراد بھی اس سے یہی ہے؟ ہر گز نہیں۔ مراد اس سے یہ ہے کہ جو کام تمہاری مرضی کے خلاف ہے وہ کام میں تمہارے سامنے ہی ضرور کروں گا اور تمہیں جلاؤنگا۔

۲-"جلاؤنگا" سے بھی لفظی معنی مراد نہیں کہ تم پر مٹی کا تیل چھڑک کر آگ لگادونگا بلکہ مراد یہ ہے کہ غصہ کی آگ میں جلاؤنگا۔

۳۔ایک مشہور مُحاورہ یہ بھی ہے کہ "میری بات سُن کر اسکے طوطے اُڑ گئے"۔ لفظی معنی تو اسکا یہ بتاتا ہے کہ اس نے کچھ طوطے پال رکھے تھے جو پنجرے میں بند تھے مگر میری بات سُنتے ہی اسکے پنجرے کے دروازے کُھل گئے اور اسکے سب طوطے اڑ گئے مگر کیا مرد بھی اس سے یہی ہے. ہر گز نہیں۔ مراد اس سے یہ ہے کہ میری بات سُن کر وہ حیران ومَبہوت رہ گیا.

۴۔عام مُحاورہ ہے کہ "میرے ہاں بڑے بڑے آدمی پانی بھرتے ہیں"۔ تو کیا اس سے مراد یہ ہے کہ میرے ہاں بڑے بڑے آدمی سقے (پیاسے) اور بہشتی بن کر اپنی اپنی مشکیں اٹھاتے آتے ہیں اور پانی بھر جاتے ہیں۔ یا مراد یہ ہے کہ بڑے بڑے آدمی میری عزت کرتے ہیں۔

۵۔ایک اور محاورہ ہے کہ "میری بات سن کر وہ پانی پانی ہو گیا"۔ لفظی ترجمہ تو اسکا یہ ہے کہ میری بات سنّتے ہی وہ کھلنے لگا اور پہلے جو آدمی تھا، اب وہ تالاب بن گیا مگر مراد اس سے یہ ہے کہ میری بات سُن کر وہ شرمندہ ہو گیا۔ اسی طرح کے کئی محاورے ہر زبان میں موجود ہوتے ہیں جن کا لفظی ترجمہ اور، مراد کچھ اور ہوتی ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ اس قسم کے جملوں کے لفظی معنوں پر اَڑے رہنا اور مُراد تک نہ پہنچنا، بہت بڑی غلطی ہے اور اس قسم کے عمل سے بعض اوقات تکلیف دہ نتائج پیدا ہو جاتے ہیں۔

لطیفہ: ایک لطیفہ ہے کہ ایک صاحب کا دوست کسی سے لڑنے لگا، لڑتے ہوئے دونوں الجھ پڑے، اور وہ دوست پلٹنے لگا۔ دوست نے اپنے دوست کو مشکل میں دیکھا تو آگے بڑھ کر اپنے ہی دوست کے دونوں ہاتھ پکڑ لیے۔ دشمن نے اطمینان سے اور بھی زیادہ مارا اور خوب مرمت کر کے جب وہ واپس چلا گیا تو پٹنے والے نے اپنے دوست سے تو شکایت کی کہ تم نے اچھا حقِ دوستی ادا کیا، چاہئے تو یہ تھا کہ تم میری مدد کرتے۔ الٹا تم نے میرے ہاتھ پکڑ لئے تا کہ وہ مجھے اچھی طرح پیٹ سکے۔ دوست نے جواب دیا کہ میں نے تو حضرت سعدی کے اس شعر پر عمل کیا ہے۔

دوست آن باشد کہ گیرد دستِ دوست　　در پریشان حالی و درماندگی

یعنی دوست وہ ہوتا ہے جو مشکل کے وقت، دوست کے ہاتھ پکڑے۔ میں نے تمہیں مشکل میں دیکھا تو تمہارے ہاتھ پکڑ لیے۔

دیکھا آپ نے کہ اس شخص نے اس شعر کے لفظی ترجمہ پر تو خوب عمل کیا۔ مگر اسکی مراد تک نہ پہنچا اور نہ سمجھا کہ مراد ہاتھ پکڑنے سے مدد کرنا ہے۔

نتیجہ: اسی طرح بعض لوگ قرآن وحدیث کے لفظی ترجمے پر ہی جمے رہتے ہیں اور اسکی مراد تک نہیں پہنچتے۔ لفظی ترجمے اور اسکی مراد کی مثالیں قران پاک کی آیات میں بھی ملتی ہیں۔

قرآن کی آیات:

1-يَوْمَ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ وَيُدْعَوْنَ إِلَى السُّجُودِ فَلَا يَسْتَطِيعُونَ[108] (پ ۲۹، ع ۴)

ترجمہ: جس دن ایک ساق کھولی جائے گی اور سجدہ کو بلائے جائیں گے تو نہ کر سکیں گے۔

اس آیت کریمہ میں "ساق" کا لفظ آیا ہے اور ساق پنڈلی کو کہتے ہیں۔ خدا فرماتا ہے کہ کل قیامت کے روز ساق کھولی جائے گی اور کفّار و منافقین کو سجدہ کے لیے کہا جائیگا اور وہ نہ کر سکیں گے سب جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ پنڈلی سے پاک و مُنزہ ہے تو پھر پنڈلی کھولی جانے سے کیا مراد ہے؟

یہاں بھی وہی بات ہے کہ یہاں لفظی ترجمہ میں تو پنڈلی کا کھولنا ہی ہے مگر مراد یہاں حقیقت ہے کہ وہ روز بڑا سخت ہو گا اور اللہ تعالیٰ اس روز عدل و انصاف فرمانا شروع فرمائے گا۔ آج بھی کوئی کام شروع کرے تو کہتے ہیں اس نے اس کام کے لیے کمر باندھ لی ہے۔ باندھ لی ہے سے مراد یہ ہوتی ہے کہ وہ اس کام کو تیار ہو گیا ہے۔ یونہی پنڈلی کھولنے سے مراد یہ ہے کہ جس روز اللہ تعالیٰ عدل انصاف فرمانے لگے گا اور کفار و منافقین سے فرمائے گا کہ سجدہ کرو، تو وہ نہ کر سکیں گے۔

۲- قرآن پاک میں جہاں کہیں وَجْهًا لله یا یَدُ الله کے لفظ آئے ہیں۔ وہاں مُنہ، یا ہاتھ ہر گز مراد نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ ان چیزوں سے پاک و منزہ ہے ہاں ان سے مراد اللہ کی توجہ رحمت اور اس کی نُصرت و حمایت ہے۔ مَعلوم ہوا کہ قرآن پاک کا ایک ظاہر اور ایک باطن ہے۔

چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی فرمایا ہے کہ وَلِكُلِّ آيَةٍ مِنْهَا ظَهْرٌ وَبَطْنٌ[109] (مشکوۃ شریف، ص ۲۷)

ترجمہ: یعنی قرآن پاک کی ہر آیت کا ایک ظاہر اور ایک باطن (مراد و منشا) ہے۔

اس ارشاد کے پیشِ نظر قرآن پاک کے صرف ترجمہ تک رَسائی اور بات ہے اور اسکی منشا و مراد تک پہنچنا اور بات۔

فارسی کا مُحاورہ: ایک شخص کا دوست مار کھا رہا تھا، یہ صاحب آگے بڑھ کر مار کھانے والے دوست کے ہاتھ پکڑ لیے اِس سے اُسے اور مار پڑی اور اسکے دشمن نے خوب پیٹا۔ کسی نے ہاتھ پکڑنے والے سے ماجرا پوچھا تو کہا کہ میں نے شیخ سعدی قُدِّسَ سِرّہُ کے فرمان پر عمل کیا ہے:

؎ دوست آن است که گر دوست دوست در پریشان حالی و درماندگی

یہ مُحاورہ ہاتھ پڑنے کا تھا۔ جس کا معنیٰ ہے دوست کی مدد کرنا۔ اس صاحب نے صرف لغوی معنی سمجھ لیا۔ یہی غیر مقلّدین کا ہے کہ وہ لغت و عُرف سے بے خبری میں غلطیاں کھاتے ہیں۔

---

108) سورۃ القلم: الآیۃ 42

109) مشکاۃ المصابیح، کتاب العلم، الفصل الثانی، 80/1، الحدیث 280، المکتب الاسلامی۔ بیروت، الطبعۃ الثالثۃ، 1985م

مُحاوراتِ حدیث پاک: قرآن پاک کے بعد فصاحت وبلاغت اور جامعیّت کے لحاظ سے حدیث پاک کا نمبر ہے۔ حدیث پاک خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنے ارشاد کے مطابق کلماتِ جامعہ میں سے ہے جسکے تھوڑے سے کلمات میں رُشد وہدایت کے متعدد اَسباق مَستور (پوشیدہ) ہوتے ہیں۔ اور ان تک رسائی "فقیہہ" ہی کا حصّہ ہے۔

اَمثلہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ارشاد منقول ہے جس میں حضور علیہ السلام نے منع فرمایا ہے کہ أَنْ يَشْقِيَ الرَّجُلُ مَاءَهُ زَرْعَ غَيْرِهِ. کہ کوئی شخص اپنا پانی دوسرے کی کھیتی کو پلائے۔[110]

حکایت: اس ارشاد کو سن کر محدّثین کی ایک جماعت نے استغفار شروع کر دیا اور کہنے لگے کہ ہم تو جو ہمارے باغوں سے پانی بچ جاتا تھا تو جب ہمارے کھیتوں کے ہمسایوں کے کھیتوں کی طرف چھوڑ دیتے تھے۔ اب ہم اس کام سے توبہ کرتے ہیں۔ (تلبیس ابلیس لامام ابن جوزی)

مگر فقہاء کرام علیہم الرحمہ نے اس حدیث پاک کی مراد یہ بیان کی ہے کہ کوئی شخص کسی دوسری عورت سے زنا نہ کرے۔ مگر جو فقیہ نہ تھے انہوں نے ظاہری الفاظ کا ترجمہ ہی مراد سمجھ لیا۔ اور یہ سمجھ لیا کہ اپنے کنوئیں وغیرہ کا پانی کسی بھائی کی کھیتی کو پلانا منوع ہے۔

دورِ حاضرہ کے کم فہم غیر مقلد: دورِ سابق (پچھلے دور) میں پھر بھی عملی سرمایہ کی کمی نہ تھی، آج کل کے اہلِ علم انکے بالمقابل (مقابلہ میں) عشرِ عشیر دسواں حصّہ بھی نہیں لیکن پھر بھی وہ غلطیوں کا شکار ہو جاتے۔ غیر مقلّدین کے مجتہدین یتیم فی العلم (انتہائی علمی کمزوری) ہونے کے باوجود غزالی و رازی کو کچھ نہیں سمجھتے اور امامِ اَعظم ابو حنیفہ جیسے تو گویا انکے طفلِ مکتب ہیں۔ قرآن وحدیث اتنا گراہوا ہے کہ سنکر پاگل بھی بے ساختہ کہہ اُٹھتا ہے کہ یہ پاگل کہاں سے آگیا چند واقعات ملاحظہ ہوں:

وِتروں کے بعد اِستنجا ضروری: ایک غیر مقلّد استنجا کرنے کے بعد نمازِ وتر پڑھا کرتا تھا۔ اس سے وجہ پوچھی گئی تو کہا: حدیث شریف میں اسی طرح حکم آیا ہے۔ اسکے بعد یہ حدیث پڑھی: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ: مَنْ اسْتَجْمَرَ فَلْيُوتِرْ (مشکوۃ)[111]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو استنجا کرے، وہ وتر کرے۔

ترکِ تقلید کی سزا: ائمہ کرام کی تقلید سے منہ پھیرنے کی سزا ملی کہ حدیث کا مطلب غلط سمجھا ائمہ کرام احادیث کی نزاکت جانتے ہیں لیکن غیر مقلّد نے فلیوتر میں وتر سے عُرفی معنیٰ مراد لیا حالانکہ اس سے لغوی معنی مراد ہے یعنی کوئی استنجاء کرے تو وہ وتر یعنی طاق کو ملحوظ رکھے یعنی مٹی کے ڈھیلے تین یا پانچ مرتبہ کرے. یہ حکایت کشفِ بزدوی میں ہے۔[112]

نماز کے وقت کُتّا باندھنا: ایک اور غیر مقلّد مجتہد کا واقعہ ہے کہ نماز پڑھتے ہوئے اپنے ساتھ کُتّا باندھ لیا کرتا تھا۔ کسی نے پوچھا کہ ایسا کیوں؟ جواب دیا کہ میں حدیث پر عمل کرتا ہوں۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے: لَا صَلَاةَ إِلَّا بِحُضُورِ الْكَلْبِ (حضورِ کلب (کتے کی موجودگی) کے بغیر نماز

---

110) سنن ابی داود، کتاب النکاح، باب فی وطء السبایا، 248/2، الحدیث 2158، المکتبة العصریة۔ بیروت

111) مشکاة المصابیح، کتاب الطهارة، باب آداب الخلاء، الفصل الاول، 111/1، الحدیث 341، المکتب الاسلامی۔ بیروت، الطبعة الثالثة، 1985م

112) کشف الاسرار للبزدوی، العلم نوعان، النوع الثانی، 18/1، شرکة الصحافة العثمانیة۔ اسطنبول، الطبعة الاولیٰ 1308ھ

نہیں ہوتی) پوچھنے والے نے کہا کہ عربی میں کتّے کو کلب کہتے ہیں۔ حدیث میں تو بڑے قاف کے ساتھ ہے جس کا معنی دل ہے۔ غیر مقلّد نے جواب دیا: اسی لیے تو میں بڑا کتا ساتھ باندھتا ہوں۔

ازالہ وہم: یہ مذاق نہیں حقیقت ہے۔ اس لیے کہ ایسے مجتہدین کی غیر مقلّدین میں بہتات (کثرت) ہوتی ہے کیونکہ وہ تقلید حرام سمجھ کر حدیث کو براہِ راست سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ اَحادیث کی کُتُب مترجمہ اُردو (اردو ترجمے والی کتابوں) پر گزارہ کرتے ہیں، وہ بھی اپنی سمجھ کے مطابق اس میں بھی کسی دوسرے سے پوچھنے کی زحمت گوارہ نہیں کرتے کہ کہیں شرک کی زد میں نہ آجائے۔ اس قسم کی ایک کہانی مولوی اشرف علی تھانوی افاضاتِ یومیۃ میں بیان کرتا ہے۔

نماز میں ہلتے رہو: ایک غیر مقلّد نماز میں خوب ہِل رہا تھا، بعدِ فراغت اس سے پوچھا کہ نماز میں یہ حرکت کیوں؟ اس نے کہا: میں حدیث پر عمل کر رہا ہوں۔ کہنے والے نے کہا: ایسی حدیث ہم نے تو کہیں نہیں پڑھی۔ وہ غیر مقلّد مشکوۃ شریف لے آیا۔ وہ عربی کے بجائے اردو ترجمہ والی تھی اس میں لکھا تھا جب کوئی تمہارا کسی قوم کو نماز پڑھائے تو "ہلکے" نماز پڑھائے۔ ہلکی کی چھوٹی یاء کی بجائے بڑی یاء لکھی گئی جیسے موٹا ہوتا ہے۔ سوال کرنے والے نے کہا: تجھے لفظ سے غلطی ہوئی۔ دراصل حدیث شریف فلیخفف ہے جس کا معنی ہے ہلکی نماز پڑھے یعنی قرآن میں طَوالت (لمبی قراءت) نہ کرے اس لیے کہ نماز میں ضعیف اور بیمار اور ضرورتمند بھی ہوتے ہیں۔

فقیہ وغیر فقیہ: دین فہمی، خداداد نعمت ہے، حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ يُرِدِ اللهُ بِهِ خَيْرًا فِي الْفِقْهِ فِي الدِّينِ (الحدیث) بخاری[113]

یعنی جسکے لیے اللہ تعالیٰ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اسے دین کی سمجھ عطا فرماتا ہے۔ ہم تو دنیا کی آخری صدیوں میں ہیں جس میں عقل و فہم ضعیف اور کمزور ہو چکے ہیں، خَیرُ القُرون میں عقل و فہم کی فراوانی کے باوجود فقہ کے بغیر لوگ غلطیوں کا شکار ہو جاتے ہیں۔

حکایت: حضرت مجاہد فرماتے ہیں کہ میں اور عکرمہ اور طاؤس رضی اللہ عنہم بیٹھے تھے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نماز پڑھ رہے تھے ایک آدمی ہمارے پاس آیا اور اس نے سوال کیا کہ میں جب پیشاب کرتا ہوں تو میرے ذَکر (آلہ تناسل) سے ٹپک کر پانی (منی) خارج ہوتا ہے۔ کیا اس سے مجھ پر غسل واجب ہے؟ ہم نے کہا وہی پانی جس سے بچہ پیدا ہوتا۔ اس نے کہا: ہاں وہی۔ ہم نے کہا: تو پھر تجھ پر غسل واجب ہے۔ وہ شخص إِنَّا لِلّٰہِ پڑھتا ہوا چلا گیا۔ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما جلدی سے نماز پڑھ کر فارغ ہوئے اور حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ جاؤ! اس شخص کو بلاؤ۔ حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ گئے اور اس آدمی کو بلا لائے اسکے بعد حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ہم سے پوچھا کہ تم نے فتوی قرآن سے دیا؟ ہم نے عرض کیا کہ نہیں۔ پھر کہا کہ یہ فتوی تم نے حدیث سے دیا ہے؟ ہم نے عرض کیا کہ نہیں۔ پھر پوچھا کہ تم نے اقوالِ صحابہ سے فتوی دیا؟ ہم نے عرض کیا کہ نہیں۔ پھر آپ رضی اللہ عنہما نے فرمایا: کس کے قول پر تم نے یہ فتوی دیا؟ ہم نے عرض کیا کہ اپنی رائے سے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ سُن کر فرمایا کہ

---

113) صحیح البخاری، کتاب العلم، بَاب: مَنْ يُرِدِ اللَّهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدين، 39/1، الحديث 71، دار ابن كثير۔ دمشق۔ الطبعة الخامسة 1414ھ

لِذَلِكَ يَقُولُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَقِيهٌ وَاحِدٌ أَشَدُّ عَلَى الشَّيْطَانِ مِنْ أَلْفِ عَابِدٍ.[114]

ترجمہ: اسی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ ایک فقیہ شیطان پر ہزار عابدوں سے زیادہ بھاری ہوتا ہے۔

پھر آپ نے اسی شخص سے پوچھا کہ آیا پیشاب کے بعد جو چیز خارج ہوتی ہے اس وقت تمہارے دل میں کیا خواہش ہوتی ہے. لذت یا شہوت ہوتی ہے؟ اس نے عرض کیا: نہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: پھر تمہارے لیے وہ کافی ہے۔[115] (کنز العمال، ص۱۱۸، ج۵)

(ف) محققین فرماتے ہیں کہ جب حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما نے دیکھا کہ ان حضرات کو مَاءٌ وَافَقَ کے لفظ سے دھوکا لگ گیا ہے اور انہوں نے ظاہری معنیٰ پر فتویٰ دے دیا ہے لیکن انہوں نے غسل کی علّت پر غور نہیں کیا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے محسوس کیا کہ ان میں کوئی فقیہ نہیں ہے۔ ورنہ ایسا فتوی نہ دیتے، اگر انہیں علمِ فقہ کی گہرائی سے واقفیت ہوتی تو وہ وُجوبِ غسل کی علّت پر ضرور نظر رکھتے۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے سائل (سوال کرنے والے) کے بیان سے مَعلوم کر لیا کہ سببِ غسل کے بغیر یعنی خروجِ منی کے لوازمات یعنی خواہشِ عورت موجود ہی نہیں، تو فتوی صادر فرمایا کہ پیشاب کے ساتھ خارج ہونے والا پانی منی نہیں لہذا غسل واجب نہیں ہو گا۔

درسِ عبرت: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے مجاہد، طاوس، عطاء اور عکرمہ جیسے اکابر محدثین[116] کو اسی وجہ سے فقیہ نہیں سمجھا کہ انہوں نے

عدّت کی تشخیص (تحقیق) نہیں کی اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کمال افسوس سے فرمایا کہ اسی بناء پر فقیہ اور سمجھ دار لوگ بہت کم ہوتے ہیں جو علّت اور قرائن پر غور و فکر کرنے کے بعد فتوی صادر فرماتے ہیں۔

اُویسی کا تبصِرہ: یہ حال ہے اس دور کا جس کی خیر و بھلائی کی گواہی حبیب الٰہی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دی ہے اور دورِ حاضرہ کے علم و فہم کی زبوں حالی کے متعلّق بھی سرور دنیا و دین صلی اللہ علیہ وسلم صدیوں پہلے آگاہ فرما گئے۔ اب غیر مقلّدین تقلید کا دامن چھوڑ کر جس گڑھے میں گریں وہ مجبور ہیں کیونکہ قرآن مجید نے ایسے لوگوں کا فیصلہ فرمادیا ہے کہ جو بھی مسلمان کی راہ سے جدا راہ چلے اسے اسکے حال پر چھوڑ دیں گے اور اسے دوزخ میں داخل کریں گے۔ (پ۵، سورہ النساء:155)

حکایت ۲: علامہ ابن جوزی نقل فرماتے ہیں کہ ایک بزرگ نے حدیث بیان فرمائی:

نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الحَلَقِ قَبْلَ الصَّلَاةِ يَوْمَ الجُمُعَةِ.

ترجمہ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نمازِ جمعہ سے پہلے حلقے سے منع کیا ہے، وہ بزرگ یعنی محدّث صاحب نے اس حدیث کا مطلب یہ سمجھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جمعہ کے دن نماز سے پہلے سر منڈوانے سے منع کیا ہے اور پھر وہ بزرگ بڑی خوشی سے فرمانے لگے کہ اس حدیث پر میرا چالیس سال سے عمل ہے۔[117] (تلبیس ابلیس، ص۱۶۶)

---

114)کنز العمال، حرف الطاء، کتاب الطهارة من قسم الأفعال، "ذيل الوضوء"، فصل في نواقض الوضوء، 485/9، الرقم 27084، مؤسسة الرسالة، الطبعة الخامسة 1401ھ

115)کنز العمال، حرف الطاء، کتاب الطهارة من قسم الأفعال، "ذيل الوضوء"، فصل في نواقض الوضوء، 485/9، الرقم 27084، مؤسسة الرسالة، الطبعة الخامسة 1401ھ

116) (جو اکابر محدثین اور تمام محدثین کے اساتذہ اور سلسلہ شیوخ میں سے ہیں) اویسی غفرلہ

117)تلبيس ابليس، الباب السادس، ذكر تلبيس إبليس عَلَى أصحاب الحديث، ص 103، دار الفكر للطباعة، الطبعة الاولىٰ 1421ھ

(ف) یہ واقعہ بھی صدیوں پہلے کا ہے اور اس محدّث صاحب کو لغوی غلطی ہوئی، اس لیے کہ لفظ حلق بِفَتْحِ الحَاءِ أَوْ سُكُونِ الأَمِّ، (حاء کے زبر اور لام کے سکون کے ساتھ) نہیں بلکہ بِكَسْرِ الحَاءِ أَوْ بِفَتْحِ الأَمِّ، (حاء کے زیر اور لام کے زبر کے ساتھ) ہے، جو حلقہ کی جمع ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سے مراد یہ تھی کہ جمعہ سے قبل حلقہ بنا کر نہ بیٹھا جائے۔ اس سے نماز اور خطبہ کی تیاری میں خلل واقع ہوتا ہے۔ وہ محدّث یہ سُن کر بہت خوش ہوئے اور فرمایا: آپ نے تو میری بڑی مشکل حل کر دی۔ دیکھا یہ ہے وہ حقیقت ہے جو عدم فقہ (حدیث کی سمجھ نہ ہونے) سے پیدا ہوتی ہے۔

غیر مقلّدین کے اکابر: دورِ سابق کے جن اہلِ علم پر غیر مقلّدین کو ناز ہے ان میں ایک داؤد ظاہری بھی ہے۔ اسی غیر مقلّدین کے پیشوا شیخ داؤد ظاہری نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس فرمان پر فتویٰ دیا۔ حدیث رسول یہ ہے: لَا يَبُولَنَّ أَحَدُكُمْ فِي الْمَاءِ الدَّائِمِ.[118]

(مشکوۃ، ص ۵۰)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی بھی ٹھہرے ہوئے پانی میں ہر گز پیشاب نہ کرے۔

(ف) اس حدیث کے ظاہر کو دیکھتے ہوئے شیخ داؤد ظاہری نے یہ فتوی دیا کہ مَاءٌ رَاكِدٌ (ٹھہرا ہوا پانی) میں تو پیشاب کرنا منع ہے اور پیشاب کرنے سے پانی ناپاک ہو جائیگا لیکن اگر کسی نے الگ برتن میں پیشاب کر کے وہ برتن پانی میں انڈیل دیا تو پانی ناپاک نہیں ہو گا۔ اسی طرح اگر کوئی شخص پانی کے کنارے پیشاب کرے اور پیشاب چل کر پانی میں مل جائے تب بھی پانی ناپاک نہیں ہو گا۔ اس لیے کہ حدیث میں صرف ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب کرنے سے منع کیا ہے۔ ان صورتوں میں مَاءٌ رَاكِدٌ (ٹھہرا ہوا پانی) میں پیشاب نہیں کیا لہذا پانی ناپاک نہیں ہو گا۔

علمی اِنکشافی: امام نووی شرح مسلم شریف میں غیر مقلّدین (وہابیہ) پیشوا شیخ داؤد ظاہری کا مذکور ہفتوی نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

هَذَا مِنْ أَقْبَحِ مَا نُقِلَ فِي الْجُمُودِ عَلَى الظَّاهِرِ[119] (شرح مسلم، ۱۳۸، جلد ۱)

ترجمہ: یہ فتوی داؤد ظاہری کے جمود علی ظاہری کے غلط مسائل میں سے ایک مسئلہ ہے۔

لطیفہ: غیر مقلّدین اور (وہابیہ) کے پیشوا کا فتوی آپ نے پڑھا، اس فتوی کو امام نووی رحمہ اللہ علیہ اسکے غلط فتووں میں سے ایک غلط فتوی قرار دیتے ہیں۔ گویا کہ ان کے غلط فتووں کی تعداد بہت زیادہ تھی۔

دوسری تشریح: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمان بالکل آسان اور صاف صاف بتا رہا ہے کہ اس میں ایسی کوئی بات نہیں ہے جو سمجھ میں نہ آئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد یہ کہ پیشاب ناپاک ہے، وہ پانی میں کیا جائے یا کسی برتن میں کر کے پھر پیشاب پانی میں الٹ دیا جائے یا یہ کہ پانی کے کنارے میں بیٹھ کر پیشاب کیا جائے ہے کہ وہ بہہ کہ ٹھہرے ہوئے پانی میں مل جائے۔ ان تمام صورتوں میں پانی ناپاک ہو جائیگا۔ علیحدہ برتن میں پیشاب کرنے یا پانی کے کنارے بیٹھ کر پیشاب پاک تو نہیں ہو جاتا۔ پیشاب آخر پیشاب ہے جو کہ ناپاک، پلید یعنی نجس ہے۔

---

118) مشكاة المصابيح، كتاب الطهارة، باب المياه، الفصل الاول، 148/1، الحديث 474، المكتب الاسلامی۔ بيروت، الطبعة الثالثة، 1985م

119) شرح النووی علی مسلم، كتاب الطهارة، باب النهی عن الاغتسال فی الماء الراكد، 188/3، دار احياء التراث، الطبعة الثانية 1392ھ

اتنی سی صاف بات شیخ داؤد ظاہری کی سمجھ میں نہیں آئی تو اور کیا انکی کھوپڑی میں آئے گا۔ ایسے لوگ اَحادیث شریف سے کیا استدلال کریں گے یہ انکے اکابر کی حالت تھی تو آج کے یتیم فی العلم کی حالتِ زبوں کا کیا کہا جائے۔ یہ داستان طویل ہے۔ انہی واقعات پر اکتفا کرتا ہوں۔ خلاصہ قرآن و حدیث سمجھنے کے لیے اَئمہ کی تقلید ضروری ہے کہ وہ اس بحر بیکنار (بے کنارہ سمندر) کے بہترین تیراک اور شناور (تیرنے والے) ہیں جن کی چند مثالیں فقیر آگے چل کر عرض کردیگا۔ (ان شاء اللہ)

چند جنڈوراوروہ بھی کئی فرقے: سب کو مَعلوم ہے کہ غیر مقلّدِین تانگے کی سواریوں کی مانند ہیں اسکے باوجود انکے ہند و پاک میں پانچ فرقے ہیں:

۱۔ روپڑی ۲۔ امرتسری ۳۔ غزنوی ۴۔ محمدی

۵۔ غرباء (غریب) اہلحدیث پھر وہ ایک ہی مسئلہ پر آپس میں الجھے ہوتے ہیں۔ اسی لیے ہم کہتے ہیں کہ مفہوم و مراد کو سمجھنے کے لیے کسی فقیہ سے بے نیاز ہو کر خود بخود قرآن و حدیث کو سمجھنے کا مدعی بن جانا عجیب و غریب رنگ لاتا ہے اور بھانت بھانت (طرح طرح) کی بولیاں سنائی دینے لگتی ہیں۔

پاجامہ شلوار کا جھگڑا: غیر مقلّدِین کے پندرہ روزہ صحیفہ اہلحدیث کراچی میں دو "اہلحدیث" عالموں میں بحث چھڑ گئی کہ پاجامہ و شلوار پہننا بدعت ہے یا نہیں؟ ایک مولوی صاب نے لکھا کہ پاجامہ و شلوار اور کوٹ و شلوار اور کوٹ پہننا بدعت ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ لباس بھی نہیں پہنا۔ دوسرے مولوی صاحب نے اسے جائز بتایا ہے (صحیفہ اہلحدیث کراچی، دسمبر ۱۹۶۰ء)

۲۔ بعض اہلحدیث مولویوں کے نزدیک قربانی کے لیے ایک مرغی بھی کافی ہے یعنی عیدِ قرباں کو کوئی مرغ کی قربانی بھی دیدے تو جائز ہے. مرغ نہ ملے تو بازار سے گوشت خرید کر بھی کسی غریب کو دیدے تو بھی قربانی ادا ہو جاتی ہے۔ اور بھی بہت اختلافات ہیں۔ ان میں اور یہ سب کرشمہ ہے، ترکِ تقلید اور کسی فقیہ و امام سے بے نیازی کا کہ کسی کا منہ مشرق کو ہے تو کسی کا مغرب کو۔

تقلید کی برکات: اہلسنّت قرآن و حدیث کی مطالب فہمی اپنے بجائے اَئمہ کرام کا دامن تھامتے ہیں، اسکی وجہ سے انہیں در در کی ٹھوکریں نہیں کھانی پڑتیں۔ فقیر اپنے امام اَعظم ابو حنیفہ کے متعلّق اسلام فہمی اور بلند قدری کے نمونے عرض کرتا ہے۔

حضرت امام اَعظم علیہ الرحمہ کی عظمت و بزرگی کا مخالفین کو بھی اعتراف ہے۔ چنانچہ سردار اہلحدیث مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کا اخبار اہلحدیث بھی یہ لکھنے پر مجبور ہے کہ حافظ ذہبی تذکرۃ الحفاظ میں امام ابو حنیفہ کا جامع اوصاف ہونا ان الفاظ میں فرماتے ہیں:

كَانَ إِمَامًا وَرَعًا عَالِمًا عَامِلًا مُتَعَبِّدًا، كَبِيرَ الشَّأْنِ، لَا يَقْتُلُ جَوَائِزَ السُّلْطَانِ، بَلْ يَتَجَرَّ وَيَكْتَسِبُ.[120] (تذکرہ، جلد اول، ص ۱۵۱)

ترجمہ: امام ابو حنیفہ دین کے پیشوا، صاحبِ ورع، نہایت ہی پرہیز گار تھے، صاحبِ علم اور باعمل تھے۔ کثیر العبادت اور بڑے عظیم الشان تھے سلطانی انعامات قبول نہ فرماتے تھے بلکہ تجارت اور اپنے کسب سے کماتے تھے۔ (اخبار اہلحدیث، امرتسر، ۲۰ مارچ، ۱۹۲۵ء)

---

120) تذکرۃ الحفاظ. الطبقۃ الخامسۃ. ابو حنیفۃ الامام الاعظم. 127/1. دار الکتب العلمیۃ۔ بیروت. الطبعۃ الاولیٰ 1419ھ

فیصلہ: جو شخص دین کا پیشوا، صاحبِ ورع اور نہایت پرہیز گار ہو، کثیر العبادت اور عالم با عمل ہو۔ ایسی بزرگ ترین ہستی اور مقبول خدا ذات ہو، اسے دین فہمی نصیب نہ ہو گی تو اور کیا ہو گا۔

امام صاحب کی دین فہمی: امام اعظم علیہ الرحمہ بہت بڑے محدث، فقیہ اور محدثین وفقہا کے امام تھے۔ اللہ تعالیٰ کا آپ پر خاص فضل وانعام تھا۔ بڑے بڑے مشکل مسائل آپ اپنی خداداد ذہانت وفقاہت سے فوراً حل فرمالیا کرتے تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

مَنْ يُرِدِ اللهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّينِ [121] (مشکوۃ، ص ۲۴)

یعنی اللہ تعالیٰ جب کسی پر بھلائی فرمانا چاہے تو اسے دین کی فقہ (سمجھ) عطا فرمادیتا ہے۔

سبحان اللہ! یہ دین کی فقہ بھی کیا ہی گراں قدر انعامِ حق تعالیٰ ہے۔ ذرا غور فرمایئے کہ آج کوئی رئیس، کوئی بادشاہ اگر کسی پر خوش ہو کر اسے نوازنا چاہے تو اسے کوئی عہدہ، کوئی جاگیر بخش دیتا ہے مگر اللہ تعالیٰ جب کسی پر خوش ہو کر اسے نوازتا ہے تو اسے دین کی فقہ عطا فرمادیتا ہے، اسی سے اندازہ لگالیجئے کہ دین کی فقہ کتنا بڑا اللہ کا انعام ہے اور میرے بھائیو! یہ انعام خاص طور پر حضرت امام اَعظم علیہ الرحمہ پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا۔ چنانچہ آپ کے متعلّق ایسے ایسے مسائل کا کتابوں میں ذکر ہے، جو بڑے بڑے محدّث حل نہ کر سکے لیکن آپ نے اپنی خداداد فقہ سے انہیں فوراً حل فرمالیا۔

گمشدہ خزانہ: اسی سلسلہ میں ایک پُر لُطف واقعہ محدّثینِ کرام نے لکھا ہے کہ کسی شخص نے کچھ مال زمین میں دفن کیا اور پھر بھول گیا اور یاد نہ رہا کہ کہاں دفن کیا ہے۔ بڑا پریشان ہوا کہ خزانے کا پتہ کیسے چلے؟ آخر حضرت امام اَعظم علیہ الرحمہ کی خدمت میں آیا اور عرض کرنے لگا، حضور میں اپنا کچھ مال زمین میں کہیں دفن کر بیٹھا ہوں۔ اب یاد نہیں پڑتا کہ کس جگہ دفن کیا ہے۔ خدارا کوئی ایسی سبیل (راہ) نکالئے، جس سے مجھے یاد آجائے کہ میں نے اپنا خزانہ کہاں دبادیا ہے۔ حضرت امام صاحب نے فرمایا: صِلِ اللَّيْلَةَ إِلَى الغَدِ سَتُذْكَرُ

ترجمہ: جاؤ ساری رات صبح تک نفل پڑھتے رہو تمہیں یاد آجائیگا۔ کہ خزانہ تم نے کہاں دبادیا ہے۔

حضرات! اس شخص نے یوں تو شاید کبھی فرض نماز بھی نہ پڑھی تھی۔ مگر مال کے لیے ساری رات نفل پڑھنے کے لیے تیار ہو گیا۔ بالکل ایسے جیسے کوئی الیکشن کے دنوں میں ووٹ لینے کی خاطر نمازی بن جائے۔ ہاں تو اس شخص نے رات بھر نفل پڑھنے کا ارادہ کر لیا جب رات کو نفل پڑھنے میں مشغول ہوا تو تھوڑے ہی عرصہ کے بعد اسے فوراً یاد آگیا کہ خزانہ فلاں جگہ دبایا تھا۔ فوراً نماز چھوڑ کر گھر گیا اور اسی جگہ کو کھودا تو خزانہ مل گیا۔ صبح حضرت امام صاحب کے پاس آیا اور کہنے لگا حضور آپ کی ہدایت کے مطابق میں نفل پڑھنے لگا تو مجھے فوراً یاد آگیا کہ خزانہ میں نے کہاں دبایا تھا۔ میں آپ کا بے حد شکر گزار ہوں کہ آپ نے ایسا کارگر علاج بتایا۔ آپ نے فرمایا کہ نوافل صبح تک پڑھے یا چھوڑ دیئے؟ اس نے کہا: حضور! دو چار ہی نفل پڑھے تھے کہ مجھے خزانہ کا پتہ چل گیا۔ پھر باقی نوافل کی کیا حاجت تھی۔ میں نے چھوڑ دیئے تھے۔ آپ نے فرمایا: اگر تم شکریہ کے طور پر ہی نوافل پورے ادا کر ڈالتے تو کتنی اچھی بات تھی، بہر حال سنو! لَقَدْ عَلِمْتَ أَنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَدَعُكَ تُصَلِّي لَيْلَةً [122]

---

121) مشكاة المصابيح، كتاب العلم، الفصل الاول، 70/1، الحديث 200، المكتب الاسلامی۔ بيروت، الطبعة الثالثة، 1985م

122) الخيرات الحسان، في مناقب الامام الاعظم ابي حنيفة النعمان، الفصل الثاني والعشرون والثالث والعشرون، في عظيم ذكائه وأجوبته المسكتة عن الأسئلة المبهتة، ص 100، دار الارقم بن ابي الارقم بيروت / لبنان، 2016م

اخبار ابی حنیفة و اصحابه، ذكر الْمَسَائِل المستحسنة من اسْتِخْرَاج ابي حنيفَة الَّتِي عجز عَن الْجَواب فِيهَا عُلَمَاء الْكُوفَة، ص 139، عالم الكتب۔ بيوت، الطبعة الثانية 1405ھ

یعنی میں جانتا تھا کہ شیطان تجھے ساری رات نماز نہ پڑھنے دیگا۔ اور تمہارا خزانہ تمہیں فورا یاد کرا دیگا۔ (خیرات الحسان، ص ۹۶)

سبحان اللہ! کیا ذہانت اور کیا ہی فقاہت ہے میرے بھائیو! کیا آپ جانتے ہیں کہ حضرت امام صاحب نے یہ علاج کسی حدیث سے اخذ فرمایا؟ لیجئے سنئے میں بتاؤں! حدیث شریف میں آتا ہے جب اذان ہوتی ہے تو شیطان بھاگ جاتا ہے تا کہ اذان نہ سنے اور اذان ختم ہو جاتی ہے تو آجاتا ہے، اقامت کے وقت پھر بھاگ جاتا ہے۔ ختم ہونے پر پھر آجاتا ہے۔ اور پھر نمازیوں کے دلوں میں خشوع و خضوع کو توڑنے کے لیے وسوسے ڈالنے شروع کر دیتا ہے۔ اور یوں کہتا ہے:

اذْكُرْ كَذَا أَذْكُرْ لِمَا لَمْ يَكُن يُذْكَرْ[123]

ترجمہ: فلاں بات یاد کر، فلاں بات یاد کر، حتی کہ نمازی کو یاد نہیں رہتا کہ اس نے کیا پڑھا ہے۔ (مشکوۃ، ص ۵۶)

حضرت امام صاحب نے اس حدیث سے یہ بات اخذ فرمائی کہ شیطان کو جب پتہ چلے گا کہ یہ شخص ساری رات نماز پڑھنے کے ارادہ سے آیا ہے تو وہ ملعون اسے اسکا خزانہ جھٹ یاد کرا دیگا۔ تا کہ وہ ساری رات نفل نہ پڑھتا رہے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور امام صاحب نے اس سے افسوس کے ساتھ فرمایا کہ اگر تم شکریہ کے طور پر ہی ساری رات نفل پڑھتے رہتے تو کتنی اچھی بات تھی۔

بھائیو! دیکھا آپ نے کہ حضرت امام صاحب کی علمِ حدیث میں کتنی بڑی نظر تھی اور آپ کی فقاہت کس قدر عظیم الشان تھی مگر حاسدوں کا کیا علاج کہ ان کا تو کام ہی نکتہ چینی ہے۔

عجیب غریب سوالات: حضرت ت امام اَعظم علیہ الرحمہ کا ایک مخالف آپکے پاس آیا اور کہنے لگا میرے سوالات کا جواب دیجئے۔ آپ نے فرمایا: پوچھو کیا پوچھتے ہو؟ اس۔ نے پوچھا، بتایئے، ایک شخص ہے جسے جنت کی کوئی خواہش نہیں، دوزخ سے وہ نہیں ڈرتا اور اللہ تعالیٰ سے کچھ خوف نہیں رکھتا اور میتہ (مردار) کھاتا ہے اور بلا رکوع و سجود صلوۃ پڑھتا ہے اور بن دیکھے شہادت دیتا ہے اور حق سے بغض رکھتا ہے اور فتنے کو محبوب رکھتا ہے اور رحمت سے بھاگتا ہے اور یہود و نصاری کے قول کی تصدیق کرتا ہے۔ پس ایسے شخص کے حق میں آپ کیا فرماتے ہیں؟ حضرت امام صاحب نے حاضرینِ مجلس سے دریافت کیا کہ تم لوگوں کی نظر میں یہ شخص کیسا ہے؟ اور ایسے شخص کو تم کیا کہتے ہو؟ سب نے کہا کہ حضور یہ تو بہت ہی برا شخص ہے اور یہ تو کافر کی صفات ہیں۔ حضرات! بادی النظر (ابتدائی طور) میں جواب یہی سوجھتا ہے اور اس قسم کے شخص کے لیے ہر کوئی یہی کہے گا کہ یہ شخص تو بہت برا ہے۔ مگر سبحان اللہ! فقاہت کی شان کچھ اور ہی ہے۔ ہمارے امام ہمام نے فرمایا: نہیں نہیں! ایسا شخص برا نہیں، وہ تو بہت ہی اچھا اور نیک شخص ہے۔ لو سنو! وہ جنت کی خواہش نہیں رکھتا یعنی اللہ کی خواہش میں جنت کی اسے کچھ پرواہ نہیں۔ وہ دوزخ سے نہیں ڈرتا۔ یعنی وہ نار (آگ) سے نہیں۔ ربِ نار سے ڈرتا ہے اور اللہ سے خوف نہیں رکھتا یعنی وہ اللہ سے اس باب میں خوف نہیں رکھتا کہ اللہ اس پر کچھ ظلم کریگا۔ اور میتہ (مردار) کھاتا ہے یعنی وہ مچھلیاں جو میتہ (مردار) ہے کھاتا ہے۔ اور بلا رکوع و سجود صلواۃ پڑھتا ہے۔ یعنی وہ نمازِ جنازہ پڑھتا ہے یا صلوۃ علی النبی پڑھتا ہے جو بلا (بغیر) رکوع و سجود ہے اور بِن دیکھے شہادت دیتا ہے یعنی وہ اللہ و رسول کی بن دیکھے شہادت دیتا ہے اور پڑھتا ہے: اشهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَ اشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ الله اور حق سے بغض رکھتا ہے یعنی وہ موت سے جو حق ہے۔ اس لیے بغض رکھتا ہے تا کہ وہ جیتا رہے اور اللہ کی عبادت کرتا رہے اور فتنے کو محبوب رکھتا ہے یعنی وہ اولاد کو جو فتنہ ہے محبوب رکھتا ہے۔ اور رحمت سے بھاگتا ہے یعنی مینہ (بارش) سے جو رحمت ہے، بھاگتا ہے اور یہود و نصاری کے قول کی تصدیق کرتا ہے۔ یعنی وہ یہود و نصاری کے اس قول کی کہ لیست النَّصَارَی علی شئ اور نصاری کے اس قول کی

---

123) مشکاۃ المصابیح. کتاب الصلاۃ. باب فضل الأذان وإجابۃ المؤذن. الفصل الاول. 207/1. الحدیث 655. المکتب الاسلامی۔ بیروت. الطبعۃ الثالثۃ. 1985م

لیستِ الیھود علیٰ شئ کی تصدیق کرتا ہے جس کا معنیٰ یہ ہے کہ یہود کہتے ہیں کہ نصاری حق پر نہیں۔ اور نصاری کہتے ہیں کہ یہود حق پر نہیں۔ یہود و نصاری کے اس قول کی وہ شخص تائید و تصدیق کرتا ہے کہ یہ دونوں ہی سچے ہیں اور واقعی نہ نصاری حق پر ہیں اور نہ ہی یہود حق پر ہیں۔

(نوٹ) امام اَعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے اس قسم کے بے شمار دقیق سے دقیق تر سوالات و جوابات کے لئے فقیر کی کتاب "امام اَعظم (اردو) ترجمہ مناقب الوفق" مطبوعہ حیدر آباد دکن کا مطالعہ کیجئے اور تقلیدِ ائمہ کی بحث یہاں ختم کرتا ہوں۔ مزید تفصیل و تحقیق کا خواہشمند فقیر کی تصنیف "تائید الحق فی تقلید الخلق" کا مطالعہ فرمائے۔

تقلید کا انکار یا فی سبیل اللہ فساد: غیر مقلّدین یہ تاثر دیتے ہیں کہ ہم صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تقلید کرتے ہیں، ہمیں کسی دوسرے کی تقلید کی ضرورت نہیں۔ اسی سے انکا مقصد عوام میں فساد بپا کرنا ہے۔ جیسا کہ عموماہو رہا ہے اور انکے اس مقصد کی نشاندہی مولوی خانپوری (راولپنڈی) نے بھی کی ہے۔ اس کی تفصیل فقیر نے مسئلہ رفع یدین میں لکھ دی ہے اور ان کے ائمہ کی تقلید کی روگردانی کے بعد خود دین فہمی کے متعلّق بھی (آگاہ) کیا اور خانپوری صاحب (آگاہ) کرتے ہیں کہ اس زمانہ کے جھوٹے اہلحدیث مُبتدعین (بدعتی) مخالفینِ سلف صالحین جو حقیقت میں ماجاء بہ الرسول (شریعت) سے جاہل ہیں وہ مفت میں شیعہ وروافض کے وارث و خلیفہ بنے ہوتے ہیں۔ جس طرح شیعہ ملاحدہ[124] وزناومتعہ نیز منافقین کی حمایت کے لیے باب و دہلیز اور مَدخَل (حمایتی و مددگار) ر ہے، غیر مقلّدین کا حال بھی بالکل اہلِ تشیع جیسا ہے، **التوحید والسنة في رداهل الالحاد والبدعته.**

فَقَطْ، وَالسَّلَامُ

محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرله

۲۳ شوال ۱۳۹۸ھ

بہاول پور۔ پاکستان

---

124) علماء اہلِ سنت بعض اوقات غلو کرنے والے فرقوں (مثلاً: بعض باطنیہ، قرامطہ، یا غالی رافضی) کو "ملاحدہ" کہتے ہیں، کیونکہ وہ: ظاہری شریعت کا انکار کرتے ہیں، عبادات و فرائض کی نئی تاویلات کرتے ہیں، اور باطن کے نام پر دین کو مسخ کرتے ہیں۔ (ن اُویسی)